THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222140
UNIVERSAL LIBRARY

۳۳۳۴۷۸۹۱

۲ م

ولی محمد حنفی آزاد

کمن بائی

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۳۳ Accession No. ۷۷۰۹

Author ولی محمد حسینی آزاد - م

Title کلیات ولی

This book should be returned on or before the date last marked below.

۱۷۰۹

ڈیڈیکیشن

محبت اور عشق - نیچر اور بیوٹی - بے چینی و اضطرابی
امید و ناامیدی - حسن و عشق - ایڈیکشن اور فیسی نیشن

ان پیارے ناموں پر

یہ ناول

ڈیڈیکیٹ کیا جاتا ہے

دیباچہ

آپ بیتی جو نہ ہوے وہ کہانی بے لطف
گرچہ ہوں لفظ صحیح اور زبان ٹکسالی

یہ ناول مسٹر محمود کی سوانح عمری کا دوسرا حصہ ہے جس میں آپ انکی عشق کا حال پایئے گا پہلا حصہ لڑکپن ۔ پرورش ۔ تعلیم و تربیت ۔ مزاج و عادات کے متعلق ہے ۔ اور تیسرے حصہ سفر تجارت اور تہذیب کے حالات مندرج ہیں ۔ ہندوستان میں اگر کوئی شخص اخلاقی کتاب یا سائنٹفک مضامین لکھنا چاہے تو ملک کی ناقدردانی کی وجہ سے بہت سی مشکلیں پیش آتی ہیں ہماری سرشت کچھ ایسی آگری پڑی ہے کہ عشق کے فسانے اور فراق کی دلگداز فریاد منکے سوا اور کسی مضمون پر جی ہی نہیں لگتا ۔ ناولوں کا رواج ہندوستان میں جس کثرت سے ہے وہ محتاج بیان نہیں ایسے مصنفوں کا بہت بڑا کام یہ ہے کہ وہ اخلاقی مضامین ۔ دنیا کی معلومات مناسب مقام پر بیان کریں تاکہ دلچسپی کے علاوہ انکی واقفیت بڑھے اور انکے دلوں میں مختلف علوم و فنون کے سیکھنے کی خواہش پیدا ہو اگر یہ خیال مدنظر رکھا گیا تو یقیناً کوئی فائدہ ملک کو نہ ہوگا ۔

پڑھنے والے کو بھی چاہئے کہ ہر لفظ کو خوب غور سے پڑھے اور اُس سے نتیجہ نکالکر کچھ فائدہ حاصل کرے ورنہ اسکا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں ۔

یہ سوال کہ اس ناول میں میں نے کیا لکھا ہے کچھ عرض نہیں کرسکتا اگر غور سے دیکھو تو ڈیلی لائف کا ایک اچھا خاصہ نمونہ دکھائی دیگا ۔ سوشل ۔ اور پولٹکل اکانومی کے مضامین کا ایک ذخیرہ جسکی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے نظر پڑے گا اگر ملک نے ا کیا تو انشاء اللہ مسٹر محمود کی سوانح عمری کے دونوں حصے بھی جو اس سے کہیں دلچسپ ہیں نذر کیے جائینگے ۔

ترقی خواہ ملک و قوم
ولی محمد حنفی آزاد

۸۹۱۲۷۳۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

عشق - بیتابی - وعدہ - محبت

کتنے مزہ کا غم ہے امید وصال میں ٭ مل جل کے رکھتی ہے خوشی بھی ملال میں

بہاروں میں قمری مہینے کی چودھویں رات ہے۔ آسمان پر تاروں کے جھرمٹ میں ماہ کامل تخت حسن پر بیٹھا حکومت کر رہا ہے۔ ننھے ننھے تاروں کی روشنی اسکی تیزی کے آگے ماند پڑی جاتی ہے۔ ہوا آہستہ آہستہ چل رہی ہے۔ جس وقت کا ذکر میں کر رہا ہوں نو (۹) بجنے والے ہوگئے۔ پارسی اپیرا کمپنی کا انوکھا تماشہ **لیلی مجنوں** دیکھنے خدا جانے میں کیوں چلا گیا۔ دوسرے درجہ کا ٹکٹ لیا ایک کرسی پر جا بیٹھا اور ابھی چونکہ تماشہ میں دیر تھی میں جیب سے کاغذ پنسل نکالکر لکھنے لگا۔ میں لکھنے میں معروف تھا ایک پارسی جنٹلمین اسی سکنڈ کلاس میں آئے۔ میری کرسی اچھے مقام پر تھی اس لیے انھی نے بھی یہیں برابر بیٹھے۔ اول وہ پھر انکی بیوی اس کے بعد انکی حسین میری کرسی سے لگی بیٹھی تھیں انکے دیکھنے کو بری آنکھیں اوٹھی ہی تھیں کہ بیجانے کیا ہوا کہ میرا دل پہلو سے جاتا رہا ؎

آنکھوں آنکھوں میں لے گئے وہ دل ٭ کانوں کان ہمیں خبر نہوئی

میں ٹکٹکی باندھے اوس حسن کی دیوی کو محبت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی مجھے ایکبار بہت ہی غور سے دیکھا لیکن اپنے آپ کو سنبھالکر کہنے لگی "ہے ویلے دینی کیسی مین کیا دیر ہے"۔ میں اسکی پیاری بھولی صورت دیکھنے میں ایسا محو تھا کہ کچھ سنا ہی نہیں پھر جواب دیتا تو درکنار۔ میں جوں جوں اوسے دیکھتا تھا اوسیقدر بیقراری ترقی کرتی جاتی تھی۔ آخر ضبط نہو سکا۔ اور اُف اُف مونہ سے نکل ہی گیا۔ جناب عاشق ؎

کتنا کیا ہی ضبط مگر شکوۂ ستم * بیساختہ زبان دہن سے نکلگیا

اسنے تو کچھ بھی خیال نہ کیا بلکہ ہمدردی اور ستم نے جبلی ایسا مسکرا دینے پر مجبور کردیا لیکن اسکے بابت پوچھا "کیا ہوا" میرے مونہ سے اچانک نکلگیا۔ آج سینہ میں رہ رہ کر درد اوٹھتا ہے۔ بڑی بے چینی ہے" امیر ؎

ناوک ناز سے مشکل ہے بچانا دلکا * درد اوٹھ اوٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دلکا

پارسی جنٹلمین۔ یہ کب سے ؟

میں: "آج ابھی ابھی ہونے لگا ہے"

پارسی جنٹلمین نے مجھے گھر چلے جانے کی صلاح دی لیکن میں نے شکریہ کے ساتھ جواب دیا کہ کوئی خوف کا مقام نہیں ہے۔ میری طبیعت اکثر بیچین ہوجاتی ہے۔ اور یہاں تو ابھی بہل جائیگی" اتنے میں انکے کوئی ملاقاتی آگئے۔ اور یہ اپنی لیڈی کے ساتھ کمرہ سے باہر چلے گئے۔

ہائے عجیب وقت تھا اور عجب پیاری گھڑی تھی۔ جب وہ بھولی صورت اکیلی رہگئی۔ حسرتین مچلی پڑتی تھیں۔ درد تعظیم کو پہلو سے اوٹھتا تھا۔ اور مجبوری و بیکسی سے کلیجہ تھامکر بیٹھ جاتا تھا۔ ارمان پرا جمائے سامنے کھڑے تھے۔ تمنائیں ہاتھوں ہاتھ دئے چاروں طرف گھیرے ہوئے تھیں۔ ہائے کیا پیارا اور دلکش حسن اسنے پایا تھا۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور لمبی لمبی پلکیں جو اوپر کیطرف ذرا مڑ گئی تھیں۔ ستم ڈھا رہی تھیں۔ سینہ کا ظالم آفت اُبھار جو ساڑی کے عصمت مآب شکنوں میں چھپا ہوا تھا بڑی بیدردی اور سنگدلی سے کسکر باندھا گیا تھا۔ زرد ریشمی ساڑی جسپر چھوٹے چھوٹے خوشنما بوٹے بنے تھے گورے اور اچھوتے بدن کو چھپائے ہوئے تھی۔ ساڑھی آدھی اوڑھے اور آدھی باندھے تھی۔ گلابی ریشم کا چست کرتہ بدن میں چپکا ہوا تھا۔ حسن کا مکھڑا صاف کہہ رہا تھا۔ ابھی کیا ہے آگے چلکر دیکھنا کلیجہ تھامکر رہ جانا تو بات ہی کیا ہے ؎ داغ

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں ÷ انھیں آئینگی شوخیاں آتے آتے

اسوقت تنہائی میں اس نے حیا کو زبردستی علحدہ کر کے مجھسے پوچھا "طبیعت کیسی ہے"؟ اُف! اُسوقت اسکے پوچھنے کا انداز غضب کا تھا - زانو پر کہنی اور گورے گورے نازک جابان کو ہتیلی پر رکھے ہوئے تھے - آنکھیں میری ہی طرف جھکی ہوئی تھیں - اور جواب کے لیے بہت مشتاق تھیں - میں نے جواب دیا "جبسے آپکی دلفریب صورت دیکھی طبیعت قابو میں نہیں ہے" اسنے نجانے مجھ سے کیوں کہا "میں اردو اچھی طرح نہیں سمجھتی کیا انگریزی میں آپ بیان کر سکتے ہیں" میں نے خیال کیا کہ اسکا منشا اسوجہ سے بدلگیا کہ وہ شخص جو یہاں بیٹھے تھے اور جنکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ انگریزی سے ناواقف ہیں اسمعاملہ کو نہ سمجھیں - میں نے اسی مصلحت سے سمجھکر انگریزی میں جواب دیا جسے سنکر وہ کسقدر رکی ہیں - گردن جھکا کر کن انکھیوں سے مجھے دیکھا - میں نے انگریزی میں اس شعر کا مفہوم ادا کیا ؎

کچھ نہ بن آئی ہماری پاس ہی جاتا رہا ÷ دل چھپایا لاکھ ہمنے دلربا کو دیکھکر

اس کا جواب اس نے کچھ نہ دیا - پھر میں نے کہا "آج آپ کی سرکار میں ایک دل نذر کیا ہے اگر قبول ہو تو زہے شرف" اسپر بھی مہر خموشی لبوں پر لگی رہی - آنکھیں نیچی کر کے کسی خیال میں محو ہو گئیں - تھوڑی دیر میں سر اوٹھا کر مجھسے پوچھا "معاف کیجیے گا اگر میں آپ سے پوچھوں آپ یہاں کسغرض سے آتے ہیں؟"

میں: "صرف انگریزی تعلیم کے لیے یہاں مقیم ہوں الفنسٹن کالج میں - ایف اے کلاس کا ایک متعلم ہوں" - پھر میں نے پوچھا کہ یقیناً آپ یہاں ہی رہتی ہونگی - جسپر وہ بولیں "نہیں مکان تو سورت میں ہے یہاں بابا (والد) کو دیکھنے آئی ہوں"

اتنے میں وہی پارسی صاحبہ آگئیں اور ہم دونوں خاموش ہو گئے - اب تماشہ شروع ہو گیا سب کی نظریں اسٹیج پر تھیں لیکن میں برابر اُسی صورت کو دیکھ رہا تھا جو میری بغل میں تھی - وہ خود بھی کن انکھیوں سے کبھی کبھی دیکھ لیتیں مگر اس انداز سے کہ کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا -

جب ایک ایکٹ ختم ہوا تو پارسی صاحبہ باہر چلی گئیں پیچھے پیچھے اونکی پری چہرہ لڑکی آہستہ آہستہ جانے لگی اور میری آرزوں کو اپنے پیروں سے روندتی نے لگیں - عشق ؎

ہزاروں فتنے تھے اوٹھتے پا قیامت تھی ÷ چلے وہ ناز سے واہں کو جب اوٹھائے ہوئے

میں نے چپکے سے کہا "ہائے مارے جاتی ہو" اسپر وہ خفا سی ہو گئی۔ اور انگریزی میں کہا "مجھے معلوم ہوتا ہے تمھارے دماغ میں فرق آ گیا ہے" اور بجلی کی طرح نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ شعر

قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند ∗ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

باہر نکلکر دیکھا وہ اپنی ماں کے ساتھ کسی پارسیوں کے جھرمٹ میں کھڑی ہوئی ہے۔ مجھے تنکھیوں سے دیکھا کہ اتنے میں، حیا آ گئی اور اس نے ساڑھی سنبھالکر آنکھیں نیچی کر لیں۔ تماشہ شروع ہو کر میں دوسری طرف ٹہلنے لگا اتنے میں میرے ایک دوست آ گئے اور لگے مجھے بنانے۔ بات کا سلسلہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ میرے حواس ٹھکانے نہ رہے اور میری زبان سے از خود رفتگی کے عالم میں نکل گیا "ہائے مار ڈالا" ایک پوسٹ چپٹی پڑھی میری حالت درست ہو گئی۔ میں نے کہا۔ شعر

تسکین نہیں ابھی جو ہی گیا دل ∗ میں کسکا نام لوں اپنی زباں سے

اسپر دوستوں نے قہقہہ لگایا اب میں سنبھلا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے رخصت کیا۔ اسلئے کہ وہ فرسٹ کلاس میں تھے۔

گھنٹی بجی پردہ اٹھا۔ عرب کا ریگستان نظر آیا۔ کھجوروں کے جھنڈ۔ ریت کے تودے قافلہ پہاڑوں کے دروں سے ہو کر نکلکر اپنی منزل طے کرتا کہیں کہیں چشموں کا نظر آنا جنکے آس پاس کچھ آبادی کا دکھائی دینا۔ یہ تمام باتیں بڑی خوبی سے دکھائی گئی تھیں۔ ایک خوبصورت لڑکے نے مجنوں کا پارٹ کیا تھا۔ پندرہ سولہ برس کا سن اسپر جوانی کے دن بچپن گزر رہے تھے۔ پھر لیلی کا عشق جان لے رہا تھا ایک عرب ناصح آیا بہت کچھ نصیحتیں کیں لیکن ادھر سے ترش روئی کا جواب پایا۔ یہ خاک اڑاتا ہوا چلا اور ایک کھجور کے درخت کے نیچے جہاں کئی ایک جانور بیٹھے تھے اسنے رمل کی غزل گانا شروع کی۔

غزل

آئے دی میری جان کسی پہ جو آئے دل | کچھ مشغلہ ضروری آخر ہے اے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار | لٹیا رہیں ہاتھ کے نیچے دبائے دل
سوراخ ہو گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا | جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزائے دل

لیکا اسے پڑا ہی بری طرح چاہ کا | ایسا نہ ہو کہ جان بھی اک دن گنوائے دل
پروردگار صدمے جو قسمت میں یہ تھی | لوہے کا اک بنا دیا ہوتا بجائے دل
اعندلیب ملکے کرین آہ و زاریان | تو ہائے گل پکارین چلاوین ہائے دل

اشکوں کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا

اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

اس غزل سننے یون تو سب پر کچھ نہ کچھ اثر کیا لیکن میرے دل مین اس سے جو درد ہوا وہ سب سے بڑھکر تھا۔ لڑکے کی آواز نہایت دردانگیز تھی۔ اور پھر او سیرابی سے بیبسی اور کس مپرسی کا ظاہر کرنا ہائے ستم پر ستم اور قیامت پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ میرا تو یہ عالم تھا کہ رومال آنکھوں سے لگائے بیٹھا اور دل مزے لے لے کر تڑپ رہا تھا۔ یہ مان لیا گیا ہے کہ درد سب سے جلد اثر کرتا ہے۔ کوئی کیسا ہی ظالم کیون نہ ہو کسی کی بیکسی دیکھکر ترس ضرور کھائیگا۔ معشوق ظالم کہے جاتے ہین لیکن عشاق کی آہ و زاریان جب سنتے ہین تو دل بھر آتا ہے۔ بھلا یہ کب ممکن تھا کہ یہ دردناک غزل اور حسرت بھری آہین اس لیڈی کے دل پر کچھ اثر نہ کرتا۔ جی بھر آیا۔ ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔ "ہائے" چھپانے کے لئے موتھ میری ہی طرف کر لیا جسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھا۔ میں نے غور سے دیکھا۔ چہرہ اترا ہوا تھا۔ دل مغموم۔ آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی۔ میں نے آنکھوں ہی آنکھوں مین سبب پوچھا اور اس نے اشاروں سے بتایا کہ دل مین درد ہے بیچینی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے دل مین فوراً خیال کیا کہ میری طرح اسنے بھی چوٹ کھائی ہے۔ اب کوئی شبہ نہین رہا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں رکھتی ہے داغ

خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر * مین اوکے دل مین رہتا ہون وہ میرے دل مین رہتی ہیں

میں نے اپنا ہاتھ سینہ پر رکھکر آنکھیں جھکائیں یعنی ہے یہ دل نذر ہے قبول فرمائیے ہے

دل کو اچھی طرح سے رکھنا تم * یہ ہمارا بھی ناز بردار تھا *

اسنے اپنا رومال کلیجہ سے لگا لیا اور محبت کے مارے آنکھیں جھکائین پھر مین نے اپنے دونوں ہاتھ گردن کو جھکاتے ہوئے سینہ پر دھرے اور داہنے ہاتھ کو آہستہ سے چوم لیا جس سے مطلب تھا کہ دیکھئے یہ ہاتھ کسی کے گلوئے مصفا کے ہار بنتے ہین یا نہین اور کئے سینہ پر دست نگار ہین رکھکر اپنی آنکھین کسقدر اونچی کر لین کہ دیکھئے مقدر کب

کامیاب کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں بڑی ہوشیاری سے کی گئیں اور کسی کو اس کا گمان بھی نہ ہوا ؎

ہو تعجب ملے جو بات کا ہم کو ہونٹوں کے ساتھ ✤ ہم تو ہونٹوں کے سامنے بھی گفتگو کریں

آخر تماشہ ختم ہوا۔ ڈراپ سین گرا۔ اور سب اپنے اپنے گھر جانے لگے۔ پارسی جنٹلمین کے اُٹھنے کے بعد میں بھی اُٹھا۔ آگے آگے یہ تھی اور پیچھے پیچھے میں۔ یہ خاتون اپنے والد کے بائیں جانب تھی لیکن ایک دو قدم پیچھے ہی رہتی تھی۔ مصلحتاً میں پندرہ بیس قدم اس کے پیچھے رہا تاکہ انہیں کسی قسم کے شبہ کا موقع نہ ملے۔ چاند اس وقت پورے عروج پر تھا روشنی بہت صاف ٹھنڈی اور پیاری تھی۔ اس لیے مجھے بہت اچھا موقع ملتا تھا۔ کہ جب کبھی وہ نظر پیچھے کر کے دیکھتی تو آنکھیں دوچار ضرور ہو جاتی تھیں۔ لیکن شرم۔ خوف اور ادب سے فوراً نظر پھیر لیتی ؎

اداسے مسکراتے ہیں حیا سے چھپتے جاتے ہیں ✤ مری قسمت تو دیکھو وصل کی شب جو دہن نکلی

نالہ لب پر آتے آتے رک جاتا تھا۔ اپنی رسوائی کا نہیں بلکہ اسکی بدنامی کا خیال کر کے منہ سے فریاد نکلتے نکلتے رہ جاتی تھی۔ ؎

یار کا پاس ادب اے دل ناشاد رہے ✤ نالہ رکتا ہوا گھٹتی ہوئی فریاد رہے

گردن جھکائے ہوئے بڑی نزاکت سے جا رہی تھیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ جوش محبت میں قدم پیچھے پڑتا تھا مگر نیچر کا زبردست قانون آگے چلنے پر مجبور کرتا تھا۔ تنا ہوا سینہ۔ جھکی ہوئی نگاہیں۔ بڑی نکیلی پلکیں۔ خمار آلود آنکھیں۔ حسن کا نکھار۔ جوانی کے دن یہ سب ستم ڈھا رہے تھے۔ ؎ ریاض

یہ دن یہ سن یہ جوانی یہ حسن کا عالم ✤ جو دیکھ لیگا تمہیں دل میں گد گدی ہوگی

اور انکے جور و ستم ایک زمانہ کو یاد دلا رہے تھے کہ ؎ ریاض

خدائی کی سرکش زمانہ کے قاتل ✤ یہی ہیں جو گردن جھکائے ہوئے ہیں

اسکی جھکی ہوئی نظریں اور اداس چہرہ میرے دل میں درد پیدا کر رہے تھے کہ کہیں اسکی بے چینی اس بات کو ظاہر نہ کر دے کہ واقعی یہی رنج ہی رخ۔ گھبراہٹ۔ اداسی ہمیشہ سے معشوقوں کو خوف زدہ کرتی ہیں۔ نیچی نگاہیں بھید کو اکثر کھولدیتی ہیں۔ کیا خوب کہا ہے۔ ؎ حضرت امیر

دل چرایا ہے تو آنکھیں نہ چراؤ صاحب ٭ چوری کھلنے کا ہے ڈر چور کی گھبرانے سے

آخر ہم الفنسٹن سرکل میں پہونچے پارسی جنٹلمین اپنے مکان میں چلے جو اب آ گیا تھا اُنکے پیچھے اُنکی پیاری لڑکی کچھ جھجک جھجک کر قدم اوٹھاتی جاتی تھی۔ میں نے اسوقت اپنی چھڑی گرا دی۔ اور اس کے اوٹھانے میں ایک منٹ لگا دیا اسوقت میری نظر مکان کے دروازہ پر لگی ہوئی تھی اوسنے نظر اوٹھا کر بڑی حسرت سے دیکھا اور دیکھکر جلد نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ اور مجھے اول حیرت و استعجاب پھر درد و غم نے گھیر لیا۔

مجھکو حیرت ہے دل کو حسرت ہے ٭ کچھ عجب ماجرا ہے حضرت ہے

چوٹ کھایا ہوا دل لئے ہوئے میں اپنے بورڈنگ میں گیا۔ میرے ساتھی **شریف** اور **رضا حسین** ابھی تک کالج کورس لکھ رہے تھے۔ میں دروازہ کھولکر اندر گیا اور بستر پر گر پڑا۔ شریف نے اچنبھے کے عالم میں رضا سے پوچھا کیا ہے؟ پھر میری طرف پھرے پلنگ پر کسیقدر بیہوشی کی حالت میں پایا۔ پانی کے چھینٹے دئے کہ ہوش آ جائے بدن سے کپڑے دور کئے۔ جب مجھے سردی معلوم ہوئی آنکھیں کھولیں۔ [illegible] کو مانگا رضا نے سب پوچھا میں نے کہا بھائی سب نہ پوچھو۔

ہمنشین پوچھ نہ تو راز محبت اونکا ٭ بات کچھ ایسی ہے جسکو میں بتا ہی نہ سکوں

رضا" اے محمود یقیں کیا ہوگیا۔ (سینہ پر ہاتھ رکھ کر) بھائی شریف، دیکھنا دل کو کسقدر دھڑک رہا ہے۔ اُف پہلوؤں اچھلتا ہے۔

شریف" محمود! یہ یقین یکایک کیا پیش آیا۔ کہیں ڈر تو نہیں گئے؟"

میں۔ بللہ مجھے دق نہ کرو۔ میری طبیعت درست نہیں ہے۔ میں نہ کہیں ڈرا اور نہ خوف کھایا۔

شریف۔ پیارے بھائی نہ بتاؤ گے۔؟

میں۔ عجب دردیست جانم را اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

میرا یہ کہنا تھا کہ وہ دونوں قومی بھائی ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ کوئی دو منٹ تک یہ سکتہ کا عالم دونوں طرف طاری رہا۔ پھر رضا نے کہا " بھائی غضب ہوگیا۔ ہائے اب کیا ہوگا۔ الہی تو ہاتھ دھو بیٹھے۔

شریف۔ بللہ یہ تو بتاؤ کس کو دیکھا کیا ہوا۔

میں (بہت ضبط کرکے) ہائے ایک پارسی بُت کو دل دیدیا۔ نہیں زبردستی چھین لیا۔

رضا مجھے تو پہلے ہی سے ڈر تھا۔ یہ جو ادھر اودھر بہت پھرا کرتے تھے اور پارسیوں سے میل جول پیدا کیا۔ اسکا نتیجہ اب کھلا۔ اب یہ بھی تباہ ہونگے۔ اور ہمیں بھی حیران کرینگے ع

تہ تو ڈوبے ہیں صنم تمکو بھی لے ڈوبینگے

اب چار بج گئے تھے۔ صبح ہونے میں دو ڈھائی گھنٹے باقی تھے۔ شریف اور رضا کی چھیڑ چھاڑ۔ میرا واقعہ عشق بیان کرنا۔ انکی موقع موقع سے نصیحت۔ اس عصمت ماب کا خیال۔ ان سب باتوں میں رات کچھ نہ معلوم ہوئی۔ اور پاس کی مسجد سے تھوڑی دیر میں اللہ اکبر کی دل ہلا دینے والی آواز سنائی دی۔

لگ گئی چپ جو کہی ہجر کی شب کٹ گئی آنکھوں میں رات میرے دل نے آج مجھسے کسکا افسانہ کہا

ناظرین اسے بناوٹ نہ خیال کریں۔ اگر میں یہ لکھوں کہ میں نماز کا بڑا پابند تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا نماز برابر ادا کرتا رہا۔ اور خاص مسجد میں پڑھتا تھا۔ میرے قومی بھائی رضا اور شریف بھی ایسے ہی پابند تھے۔ اذان سنتے ہی ہم سب اٹھ کھڑے ہوتے۔ وضو کیا اور مسجد کی راہ لی۔ نمازوں کا ہجوم ہوتا گیا اور اللہ کے پاک بندے صدق دل سے آکر سنتیں ادا کرنے لگے۔ فرض پڑھکر میں نے خدا سے اپنے خاص مقصد میں کامیابی کی دعا مانگی۔ پھر اٹھکر مکان آیا۔ معمول کے موافق ایک پارہ کلام مجید پڑھا۔ پھر لیٹ رہا۔ رات بھر پلک نہ جھپکی تھی۔ اسوقت نسیم سحر کے خوشگوار جھونکے پھولوں کی خوشبو لئے اوڑتے تھے۔ اور دماغ کو معطر کرتے ہوئے نیند کا غلبہ پیدا کرتے تھے لیٹنے کے ساتھ ہی میری آنکھ لگ گئی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جسکا خیال نیند کے بیشتر زیادہ غالب ہوتا ہے اوسی کے متعلق خواب میں وہی منظر نظر آتے ہیں مجھے بھی وہی تھیٹر وہی اسٹیج وہی مقام وہی پیاری خاتون دکھائی دی۔ سر جھکائے شوخی بھری آنکھوں سے نظر بچا کر دیکھ رہی ہیں مسکراہٹ کے آثار ستم ڈھا رہے تھے میں نے کہا دیکھئے تقدیر میں کیا بدا ہے۔ اک ذرا ادھر دیکھ لیجئے۔ امیر

ساقی جہاں تری بزم میں ہیں تشنہ جگر بھی صدقے تری آنکھوں کے کوئی جام ادھر بھی

؎ حیدر کمن بائی کو کہتے ہیں ۱۲

خاتون (دانت کے نیچے انگلی دبا کر) دیکھو کہیں پاپا نہ سنیں۔

میں "تو کوئی امید تو دل میں ڈال دیجئے۔ آخر ہم کس آس پر جئیں گے ہائے رحم ـــــ"

یہ کہکر میں نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو وہ جھجک گئی۔ کہنے لگی۔ ہائیں۔ یہ بے اعتدالیاں دلکو بری معلوم ہوتی ہیں۔

میں۔ تو ہمیں مار ہی ڈالئے

خاتون (سر اٹھا کر) دیکھو یہ کیا کرتے ہو۔ اگر کوئی دیکھ لے تو کیا ہو" **سے**

یہ چھیڑ چھاڑ نہیں ہے بزم میں اچھی　　لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہیں

میں "بس اک ذرا ترچھی نگاہوں سے دیکھ لیجئے۔ زیادہ نہیں صرف ایکبار تاکہ قسمت کا فیصلہ ہو جائے **حضرت میر سے**

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر　∴　اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

خاتون "اب میں اٹھی جاتی ہوں"

میں۔ ہائے ہمیں کوئی خوشی کا موقع نہ ملیگا؟ کہدو ملیگا۔!

خاتون (سر جھکا کر) یس (یعنی ہاں)

مجھے خوب یاد ہے کہ اسوقت میری زبان سے بھی تین لفظ بہت رک رک کر نکلے (مینی مینی تھینکس) بہت بہت شکریہ۔ **عاشق سے**

جان کی خیر رہے حسن ترقی پہ ہے　∴　یہ صدا ہے ترے کوچہ کا گدا دیتا ہے

خاتون (اٹھکر) **کل** ـــــ"

زبان سے ابھی یہیں تک نکلا تھا کہ ظالم گھڑیال نے سات بجائے۔ آنکھ کھل گئی کچھ بھی نہ تھا۔ **رسا**

لطف تھا خواب میں حاصل مجھے بیداری کا　∴　تیرے صدقے مری آنکھوں میں سمانیوالے

طبیعت اور بھی حیران رہ گئی۔ رضا نے کچھ پوچھا بھی لیکن جواب نہ دیا۔ بید اٹھا کر لفٹننٹ کمپونڈ کے گشت لگانا شروع کی۔ کوئی آدھ گھنٹے تک پھرا مگر واے قسمت کہ کچھ نظر نہ آیا۔ مکان پر واپس آکر اپنی قسمت کو رونے لگا۔ اور حسرت بھرے دل سے فریاد نکلنے لگی۔ ہائے میں کیوں عاشق ہوا۔ یہ ایک سوال تھا جو فوراً میرے ذہن میں آیا لیکن ایک سکنڈ سے بھی زیادہ نہ ٹھیرا۔ دل میں میٹھا درد ہو رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا

کہ کوئی شوخی بھری آنکھوں سے دیکھ کر چٹکیاں لے رہا ہے۔ اس درد سے کچھ وہی واقف ہیں اور انھیں کو لطف بھی آتا ہے جنکے دلوں میں تیر مژگان کے زخم موجود ہیں۔ ہائے ہائے محبت تو بھی کیا پیاری چیز ہے کہ لوگ رنج اوٹھاتے ہیں۔ غم سہتے ہیں۔ مصیبتیں جھیلتے ہیں مگر زبان تیری شکرگزاری میں ہر وقت سرگرم ہے۔ ادھر انکی چتونوں نے سینہ میں برچھی ماری۔ اُدھر زبان سے بیساختہ دعا نکلی حضرت امیر ؎

عجب لذت بھرے ہاتھوں سے قاتل نے کیا زخمی * کہ مونہ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تو بھی بھائیوں نے عالم محویت میں پاکر اپنے پاس بٹھالیا اور کہا نرگس دیکھو۔ ورنہ پروفیسر صاحب کو کیا جواب دوگے۔ میں محویت تو اتنا نہیں تھا۔ خدا ذہن تھا۔ شاید میرا یہ کہنا بیجا نہوگا۔ کہ اگر کسی کتاب کو ایک مرتبہ اچھی طرح دیکھ لیا پھر دیکھنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔ طبیعت پر ظلم کرکے بیٹھ گیا اور انسے کہا تم پڑھتے جاؤ میں سنتا جاؤنگا۔ رضا بعض مقامات پر غلطی بیان کر جاتا تھا صرف اس خیال سے کہ میں نے سنا یا نہیں۔

ابھی ان کالج سے آتے وقت رضا اور شریف کا ساتھ چھوٹ گیا تھا میں مکان آرہا تھا کہ میرے بیقرار دل نے مجھے اُسکے پاس پہنچادیا۔ جس میں وہ حوروش مقیم تھی۔ مکان کا احاطہ چار فیٹ سے کسیطرح بلند نہ تھا۔ جسپر عشق پیچے کی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کسیکا ہاتھ بیل پر رکھا ہوا ہے۔ چاندی کی دو چوڑیاں کلائیوں کے بوسے لے رہی ہیں۔ میرے دل نے فوراً گواہی دی کہ ہونہو وہی پاریہ امتحان کے واسطے بہتر بلکہ جذبہ دل بے اختیار چلا اوٹھا جناب داغ ؎

زیر دیوار ذرا آمد کے تم جھانک تو لو * ناتوان کرتی ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

اسپر وہ چونکی بجلی کیطرح اوٹھی۔ نظر دوچار ہوتے ہی کھڑی کی کھڑی رہگئی۔ ادھر میں ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا۔ اُدھر سے وہ مجھے دیکھتی تھی بیچینی۔ اضطراب۔ گھبراہٹ نے گھیر لیا۔ اور ہائے کوئی بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ یہ ایک عجیب عالم دونوں طرف طاری تھا کہ کچھ بتائے نہ بنتا تھا۔ دونوں دل گھائل ہونکے تیروں سے جھد کے تراز و بنگئے تھے محبت پکار پکار کہہ رہی تھی۔ امیر ؎

نگاہ شوق لڑتی ہے نگاہ ناز جاناں سے * خدایا خیر دونوں کی کہ ہیں چوٹیں برابر کی

مجھے حیرت تھی کہ میرے مونہہ سے کوئی بات کیوں نہ نکلی - تمنا نے لاکھ چاہا - مگر کوئی کلمہ نہ نکلا - صاف بات تو یہ ہے کہ اسوقت دامان گلزار حسن کی خوشہ چینی میں کچھ ایسا محو تھا کہ کسی دوسری بات کا خیال محال ہی نہیں بلکہ غیر ممکن بھی تھا - دو چار منٹ تک یہی حالت رہی - اسکے بعد میری کتابیں بے خودی کے عالم میں گر پڑیں جس سے ایک دھماکا سا ہوا - وہ کچھ ہوش میں آ گئے - اسکی حس و حرکت سے میں بھی سنبھلا - مجھے نہیں معلوم کہ یہ جملہ میری زبان سے کسطرح نکلا - شاید از خود رفتگی کے عالم میں دل سے یاد کے لئے نکل گیا کہ آپکا کیا نام ہے؟ میرے پوچھتے پر اس نے ساڑی سنبھالی - اور ڈرتے ہوئے اپنے پیچھے دیکھا کہ کوئی سنتا تو نہیں - پھر نظر نیچی کر کے بہت دھیمی آواز سے جس سے محبت کی بو ٹپکتی تھی جواب دیا "**ملن بائی**" میں نے کہا کہ کل سے آپ کی یاد دل میں سمائی ہوئی ہے دل سے نکلتی ہی نہیں - ہائے کیا کروں ؎

دل میں آ کر نہ دل سے پھر نکلے + تم تو ارمان بن گئے دل کے

مجھے خوب یاد ہے کہ یہی تین جملے میری زبان سے کوئی دو تین منٹ میں نکلے - ادھر رعب حسن اور ادھر ضعف - یا یوں کہئے کہ دونوں نئے عاشق تھے - اسلئے حیا کچھ کہنے کو مانع تھی - اللہ اللہ کر کے میں نے تو کہدیا اب ادھر سے جواب نہیں آتا - اور میری بیتابی ساعت بساعت ترقی کرتی جاتی ہے - چار منٹ گئے ہونگے کہ کسی کمبخت نے آواز دی "بہت اچھا" اسپر وہ اچانک چونک اٹھی اور کہا "چلتے ہیں" میں نے صرف "جاتے" سنا کہ وہ گھبراہٹ - افشائے راز کے خیال سے اپنی ساڑی سنبھالتی ہوئی جلدی سے چلدی - میں بھی بصد حسرت و افسوس واپس آیا ؎

ہائے کیا حال کہوں صبح کو جب اس بت نے + لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم چلتے ہیں

اسی شام کو جب میں ادھر پھر گیا کسی کی روانگی کا سامان تیار ہوتے دیکھا - دل میں درد اوٹھا - دوسری طرف مڑ کر ٹہلنے لگا - تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی خاتون اپنی ماں کے ساتھ اسٹیشن جا رہی ہے - جی تو بہت چاہا کہ اسٹیشن تک چلوں - مگر کسی وجہ سے مناسب نہ جانا - کوئی ایک ہفتہ اسی بیقراری میں کٹا - نہ دن کو چین تھا اور نہ رات کو آرام - بس یہ حال تھا - **حضرت امیر** ؎

دل مرا روتا ہے میری رات کو + رات روتی ہے مرے دن کے لئے

ایک روز رضا سے پروفیسر صاحب نے پوچھا "کیا تمھیں نوکری کی ضرورت ہے" اسکی پوچھنے پر اوس نے مقام۔ عہدہ۔ تنخواہ۔ اور کام سب دریافت کر لیا۔ معلوم ہوا کہ ایک کاؤس جی کی دوکان کی کیشیری ہے۔ تنخواہ تیس سے چالیس روپیہ ہے اسکے علاوہ گھر کا کام جو ضروری ہوگا کرنا پڑے گا۔ رضا بھلا ایسی نوکری کب کرتا فوراً انکار کر دیا۔ کہ اس قلیل مشاہرہ پر اتنا کام نہیں ہوسکتا۔ اوس روز میں کالج نہیں گیا تھا۔ صرف دل بہلانے کے لئے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ میرے دل میں ایک فوری جوش آیا کہ اسی جنٹلمین کی دوکان ہو۔ میں نے فوراً اپنی آمادگی ظاہر کر دی۔ اس لحاظ سے کہ اگر وہی دوکان ہوگی تو ٹھیرونگا ورنہ چلا آؤنگا۔ دونوں نے سمجھایا۔ مگر میں نے ایک نہ سنی۔ پروفیسر صاحب کے مکان پر جا کر سب حال بیان کر دیا۔ چونکہ وہ مجھے بہت ہی چاہتے تھے اس لئے خود لیکر اوس پارسی کے مکان پر گئے۔ جب ہی مکان دیکھا تو بیحد مسرت ہوئی۔ کاؤس جی نے مجھے دیکھکر حیرت ظاہر کی۔ مگر اون کا تعجب پروفیسر صاحب کی وجہ سے جلد مٹ گیا۔ کاؤس جی نے مجھے فوراً ملازم رکھ لیا۔ اب نصیحتیں کیں کہ دیانت سے کام کرنا۔ ہر شخص سے نرمی کے ساتھ پیش آنا اور سب کو خوش رکھنا ہی طریقے ہیں کہ جنسے تجارت میں ترقی ہوسکتی ہے۔ چلتے وقت مجھ سے کہا "پرسوں آنا ایک خط لکھکر تمھیں روانہ کر دونگا"

مکان پر واپس آکر میں نے یہ تمام باتیں رضا و شریف سے کہدیں وہ سمجھانے لگے کہ کاؤس جی کی نوکری کبھی نہ کرنا۔ بڑا لالچی اور متعصب ہے۔ تم پر ہمیشہ جرمانہ کیا کریگا۔ اور آخر میں تمھیں مجبور ہو کر نوکری چھوڑنا پڑے گی۔ میں اسپر مسکرا دیا۔ اور کہا یہ تو غیر ممکن ہے۔ میں عمر بھر نوکری نہ چھوڑونگا چاہے وہ جرمانہ کرے اور چاہے نہ کرے۔ شریف فوراً سمجھ گیا کہ کیا بھید ہے۔ مارے خوف کے سہم گیا۔ اور رضا سے کہا انہیں سمجھاؤ ورنہ ہاتھ سے جاتے ہیں۔ یہ اوسی پارسن پر فریفتہ ہوئے ہیں۔ اور اب اوسی کے کمند گیسو میں کھنچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے کہا بھائی کیا کہتے ہو۔ "مجھے اپنی قسمت پر چھوڑ دو" میں اب باز نہ آؤں گا۔

ہر چہ بادا باد کشتی در آب انداختیم

تم دونوں بڑھے جاؤ۔ اور کامیاب ہو۔ خدا تمھیں ایسا کرے کہ قوم کی خدمت کر سکو

اور اس میں روح پھونک کر خوابِ غفلت سے جگاؤ۔ مجھے تمھاری ذات سے امید ہے کہ تم قوم کے سربرآوردہ نوجوان ہو گے اور قوم کا نام چمکاؤ گے" رضا کی آنکھوں نے اسوقت آنسو نکلنے لگے۔ ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں نے وہ مجھے حیرت سے دیکھ رہا تھا دل بہت ہی نرم اور گداز تھا۔ میری حالت پر افسوس کرنے لگا۔ بے اختیار ہو کر مجھے چمٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں تو تمھیں نہیں جانے دونگا۔ مجھسے یہ نہو گا۔ اسکی محبت نے میرے دل پر اسوجہ سے اور بھی اثر کیا کہ اسوقت چہرہ اداس تھا اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا رضا تم کیوں روتے ہو میں تمھیں چھوڑ کر نہ جاؤنگا۔ رضا فوراً میری طرف دیکھنے لگا اور تعجب سے کہنے لگا "سچ" اسوقت ہم دونوں کی عجیب حالت تھی۔ دونوں کے دل دھڑک رہے تھے اور حیرت و استعجاب محبت و جوش دونوں کے چہرہ پر جھلک رہے تھے ۔

وہ گھڑی بھی دید کی قابل ہی جب تھا یہ سماں ٭ مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر
میں نے اسے کلیجہ سے لگا لیا اور کہا "تم روتے کیوں ہو" جواب دیا "بھائی صاحب ہم اکیلے رہ جائینگے" میرا دل اس فقرہ سے سہم گیا۔ اور کہا تم گھبراؤ نہیں۔ رضا کی عمر ۱۵ سال کی ہوگی۔ لیکن بھولا بہت تھا۔ جس راہ پر لگا دیجئے چلا جائیگا۔ قوم کے نام پر مرتا تھا۔ جہاں کسی مسلمان کی عالی ہمتی یا کسی اسلامی بھائی کا عروج دیکھتا تو بے اختیار ہو کر اسکے لئے دعاے خیر کرتا۔ افسوس کہ رضا کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ الف اے پاس کر کے ۱۷ سال کی عمر میں جان بحق تسلیم ہوا۔ ہاے مجھے کیسا غم ہوا۔ کہ جب اوس کی وفات کا ٹیلیگرام ملا اُف کلیجہ نکلگیا ۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے ٭ حسرت اُن غنچوں پہ ہی جو بن کھلے مرجھا گئے
غرضکہ میں نے رضا کی بہت تسلی کر کے اور کاؤس جی سے خدا حافظ کہکر سب کو الوداع کہی اور سہبرت کو چلدیا۔ وہاں پہونچکر مسٹر کاؤس جی اور مسز کاؤس جی (یعنی مکن بائی) سے ملاقات ہوئی۔ دونوں خندہ پیشانی سے پیش آئیں جتنے دن وہاں رہا محبت کا سلسلہ دونی رات چوگنی ہوتی گئی مس مکن بائی کبھی کبھی مجھسے فارسی بھی پڑھتیں۔ مگر پڑھنا کیا تھا۔ آج پڑھا تو دس روز کی چھٹی۔ دن رات جھیپان ہوا کرتیں ۔
کاؤس جی کی دوکان کوئی بڑی دوکان نہ تھی۔ بکری بھی کچھ زیادہ نہوتی تھی

سچ کہتا ہون مجھے تو ملن بھر فرصت رہا کرتی - صبح و شام مس صاحبہ کے پاس رہتا ادہر اودہر کی باتین ہوا کرتین - ہان جرمانہ مجھپر اکثر ہوتا رہا جو خاص کاوس جی کی عنایت سے ہوتا تھا - مگر مین نے ہمیشہ بڑی خوشی سے دینا منظور کیا - تنخواہ تو تیس روپیہ تھی مگر مجھے پندرہ روپیہ مشکل سے ملتے تھے ہمیشہ گھر سے کچھ نہ کچھ منگاتا رہتا یا کسی انگریزی اخبار مین کوئی پولیٹکل - سوشل - یا لیڈنگ آرٹیکل شائع کراتا جسکے عوض مین ایک معقول رقم ملجاتی - غرضکہ مہینے مین پچاس ساٹھ روپیہ اوپر سے میرے پاس آتا تھا جس سے مین اچھی طرح بسر کرتا تھا - پہلا کام جو مین نے دوکان مین کیا وہ شراب کی بوتلون کا توڑنا تھا - بیر - شامپین - پورٹ - اولڈ ٹام - وسکی - وغیرہ سب کی بوتلین توڑ ڈالین - یا نیلام کر ڈالین جسکی وجہ سے مجھپر پچاس روپیہ جرمانہ ہوا - مگر مین نے اسے قبول کیا - پھر اُس دن سے کوئی شراب اس دوکان مین نہ بکنے پائی - مسز کاوس جی کسیقدر پیتی تھین لیکن مین نے اُنسے ترک کرادی - مس مکن بائی کو تو صورت سے نفرت تھی -

ایک روز مس صاحبہ نے میرے کہنے سے لان ٹینس کھیلنا شروع کیا - پہلی دفعہ مین جان کر ہار گیا - دوسری مرتبہ بھی انھین جتا دیا - اسی طرح کئی مرتبہ کیا یہانتک کہ اونکا شوق بڑہ گیا - اکثر مسکرا کر سرو کرتین اور عجب پیارے انداز سے جواب دیتین - اب جب جیتنے لگین تو مجھے تانا شروع کیا کہ دیکھو ہمنے جو کبھی عمر بھر نہین کھیلا اسپر تمھین ہرا رہے ہین - مین نے مسکرا کر جواب دیا بھلا آپ کا کون مقابلہ کر سکتا ہی - اس جملہ پر مس صاحبہ کسیقدر رکجا سی گئین - بات ٹالنے کے لیے کہنے لگین - فارسی مین شعرا مبالغہ بہت کرتے ہین مین نے جواب دیا کیا اردو مین نہین ہی؟ جواب مین کہا انگریزی مین بہت کم ہے - مین نے کہا چند دنون مین دیکھیے گا کہ وہان بھی گل و بلبل کے افسانے - شمع و پروانے کے تذکرے عام زبانون پر جاری ہونگے - شیلی* کی شاعری دیکھیے ہمیشہ عشقیہ مضامین مین ڈوبی ہوئی پائیگا -

مس صاحبہ - لیکن یہ بات ہونا ذرا مشکل ہی -

مین - صاف تو یہ ہی کہ ابھی اسکا مذاق محدود ہی - چند دنون مین البتہ ایشیائی شاعری کی تقلید کرنے لگینگے - " اتنے مین مس صاحبہ نے کہا - اب ایک ٹینس اور ہرالین تو کھیل تمام کرین "

* انگلستان کا ایک شاعر عشقیہ مضامین کے لئے مشہور ہی - ابھی حال مین ہوا ہی "

میں نے پوچھا اگر میں نہ ہارا تو کیا ہوگا۔ اسپر ذرا ترچھی ہو کر کہنے لگیں "واہ اگر تم نہ ہارو تو ہم کھلاڑی ہی کیسے!" میں نے کہا "اچھا کچھ ہار رہئے" کہنے لگیں "منظور ہے" میں نے بے اختیار کہدیا (انگریزی میں) اگر آپ ہار گئیں تو مجھے اختیار ہوگا کہ آپ کا ایک بوسہ لیں یہ سنکر آنکھیں نیچی کرلیں اور کہا "تم تو مجھ سے چھیڑخانیاں کرتے ہو" میں نے جواب دیا "بجا ہے میں اور آپ سے چھیڑ کروں" یہ کہکر میں نے گیم شروع کردیا۔ تھوڑی دیر میں مس صاحبہ ہار گئیں۔ میں نے کہا۔ وعدہ وفا کیجئے۔ پہلے کچھ نہ بولیں۔ دوبارہ پوچھنے پر کہا میں نے سنا نہیں۔ پھر عرض کیا جسپر وہ شرما گئیں۔ پیشانی پر پسینہ کے چند قطرے آگئے میں نے کہا "الحمدللہ کہ آپکی عنایت آدھی ہوگئی" حضرت امیر ؎

خود ترے ہونٹھ یہ کہتے ہیں کہ بوسہ لیلو ٭ اور معشوق کی ہوتی ہے اجازت کیسی

یہ کہکر میں نے چاہا کہ پیار لیلوں کہ کچھ حیا مانع ہوگئی۔ اور میں رک گیا۔ اب مس صاحبہ بولیں "اب تمام کروس کھیل چکے" میں نے کہا "ہنوز ایک بار اور کھیلئے اب آپ ہی جیت جائیں"

مس صاحبہ۔ اے واہ کیا تم پھر بھی میرے آگے سے بازی لیجا سکتے ہو؟ ذرا اپنی صورت تو دیکھنا۔

میں "کیوں نہیں"

اسپر وہ جھنجھلا گئیں۔ اور میری بات نبھ گئی۔ اتفاق دیکھئے کہ وہ پھر ہار گئیں۔ بہت نادم ہوئیں۔ میں نے کہا یہ دوسری بار آپ ہاری ہیں۔ ذرا خیال رہے۔

پھر کہنے لگیں "اب نہیں کھیلتے" اور مکان میں چلی گئیں۔ ساتھ ہی میں بھی موجود تھا۔ لیمونیڈ* پیا جیب سے رومال نکالکر منہ صاف کیا۔ اوسوقت میرا دل صبر نہ کرسکا۔ اور میں نے مس صاحبہ کا ہاتھ چوم لیا۔

تمھاری تیغ کا منہ چڑھ کے لیلیا بوسہ ٭ کبھی نہ آئے ہم ایسے لطف کے بانکپن میں رہے

شام کے وقت مس صاحبہ نے ایک چھوٹی سی دعوت چند سہیلیوں کو دی۔ شاید آٹھ سات خاتونیں تھیں۔ مجھے چار نام یاد رہے۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ مس رادھا بائی مس ہرمزجی۔ مس انیلا۔ مس کھراب جی۔ کھانے میں تو میں شریک نہ تھا۔ ہاں جب گانا شروع ہوا۔ مس صاحبہ نے مجھے بلالیا تھا۔ اول مس ہرمزجی نے نہایت عمدگی سے

---

* یہ عرق پانی لیموں اور شکر سے بنتا ہے۔ ہندوستان میں اسکا رواج ہو چلا ہے۔

حافظ شیرازی کی غزل گائی۔

مژده اے دل کہ مسیحا نفسی می آید | کہ ز انفاس خوشش بوی کسی می آید
ہیچ کس نیست کہ در کوی تواش کاری نیست | موسی اینجا بامید قبسی می آید
کس ندانست کہ منزل گہ مقصود کجاست | اینقدر ہست کہ بانگ جرسی می آید
جرعہ ده کہ بہ میخانۂ ارباب کرم | ہر حریفے ز پے ملتمسے می آید
خبر بلبل این باغ بپرسید کہ من | نالہ می شنوم کز قفسے می آید
دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است | گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
یار دارد سر صید [illegible] دل حافظ یاران | شاہبازے بہ شکار مگسے می آید

اس غزل نے سب کو سناٹے میں ڈالدیا۔ پیاری شیریں آواز پھر ہرن چڑھاؤ۔ ہیں کہیں گھٹاؤ اور ہارمونیم پر ٹھیک جانا واقعی اسی کا کام تھا۔ میرا تو یہ حال تھا کہ دل قابو سے نکلگیا۔ ایک ایک شعر دل میں تیر کی طرح پیوست ہوگیا۔ تیسرے شعر پر میرے آنسو نکل پڑے۔ رومال سے پونچھ لئے اور غم کے گھونٹ بڑی بے چینی سے اُتار گیا۔ ان شعروں پر میں نے مس صاحبہ کو خوب دیکھا عجب آن سے بیٹھی تھیں۔ ایک پنکھا ہاتھ میں لئے آہستہ آہستہ جھل رہی تھیں۔ میرے دیکھنے پر ایک معمولی نظر ڈالی تیسرے شعر پر اُنھوں نے مجھے دیکھا باقی شعروں پر میں ادھر ادھر دیکھتا تھا۔ اور بیکلی کی حالت میں لب روح افزا کے شیریں بوسے اپنی نظروں سے لے رہا تھا ؎

ہجوم یاس میں رخسار یار کے بوسے | مری نگاہ نے آنکھیں بچا بچا کے لئے

اس غزل کے سننے سے میری موجودہ حالت پر ایک غضب کی تاریکی چھاگئی۔ اور سکوت نے عالم پریشانی میں اپنے پر پھیلا دئے۔ بس ہر طرف گا کر بیٹھیں تو پھر لوگوں کی بوچھار ہوئی۔ حسن اور گلے کی تعریف ہر ایک کی زبان سے نکلا۔ انکے دل میں اُنکی عزت و خوبی بڑھا رہی تھی۔ پھر نکن بائی سے کہا کہ اب تم گاؤ۔ پہلے تو انکار کیا۔ مگر سب کے مصر ہونے پر مجبوراً اُٹھنا پڑا۔ کرسی سے اُٹھیں تو ایک آہ کھینچکر یہ شعر درد کے لہجے میں پڑھا ؎

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر | اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

اس شعر کو صرف میں ہی سمجھا اور واقعی مجھے مخاطب کر کے کہا گیا تھا۔ ظاہر میں تو میری طرف کوئی اشارہ نہیں کیا لیکن ایک کے دل سے نکلا دوسرے کے دل میں جگہ کر گیا

پلیٹ فارم پر ہوکر یہ غزل گائی - **قمر سندیلوی**

ہوئے بھٹکے کبھی جلوہ تجھے دکھلا جانا ۔ چلتے پھرتے مری گور میں کبھی آجانا ؁
تجھکو اے نوک مژہ سچ کہیں کیا کیا جانا ۔ پھانس دل کی کبھی سمجھے کبھی کانٹا جانا ؁
ہاتھ رکھیں گے کلیجہ پہ وہ پہر تسکین ۔ اسی بہانے سے درد جگر پھر مجھے تڑپا جانا ؁
بیخودی تکیہ میں گم ہوتا ہوں تجھسے کہکر ۔ تو بڑی ڈھونڈھنے والی ہے مجھے پا جانا
مجکو کہنے بھی نہیں دیتا ہے سفلیا دل کا ۔ سر جھکا کر وہ ترا ناز سے شرما جانا

گانے میں اگرچہ مس صاحبہ زیادہ مشتاق نہ تھیں لیکن یہ غزل کچھ اس ڈھنگ سے ادا کی کہ قواعد علم موسیقی کو بھی ناز ہو گیا۔ شیرین زبانی کا یہ عالم تھا کہ مونہہ سے موتی جھڑتے تھے بانکی ادائیں اس قسم کی تھیں کہ خود ہی رکھی جاتی تھیں - یہ غزل دل سے گائی اور دل ہی میں نقش کالحجر ہو گئی - غزل گائی جاتی تھیں - اور کن آنکھوں سے مجھے دیکھتی جاتی تھیں میں بت کی طرح خاموش بیٹھا تھا سینہ میں درد رہ رہ کر اٹھتا تھا - اور کلیجہ مسل دیتا تھا ؎ **جلیل**

در پردہ چلتے چلتے کلیجہ مسل دیا ؁ کس سے کہوں کہ وہ مجھے تڑپا گئے ابھی

دست شوق عالم خیال میں مس صاحبہ کی گردن میں پڑا تھا اور خیال وہ زلف گیسوئے عنبرین کی بلائیں لے آتا تھا **ریاض** ؎

اتنی بلائیں لیں کہ مرے ہاتھ تھک گئے ؁ گیسو کی کچھ جھلک تھی خیال خواب میں

اسکے بعد خاموش ہو کے دو ایک چھوٹے چھوٹے راگ گائے گئے اور جلسہ برخاست ہوا -

اب وہ دن آنیوالا ہے جب مس صاحبہ اپنی زبان سے اقرار کرنے والی ہیں -

ایک روز شام کا وقت تھا آسمان پر گھٹا ٹوپ بدلی چھائی ہوئی تھی - ہوا سنسناتی ہوئی چلتی تھی - اور بجلی رہ رہ کر کوندتی تھی - دھواندار تاریکی سارے عالم کو گھیرے ہوئی تھی اور وحشت ساعت بساعت ترقی پر تھی - یہی عالم تھا جب مس صاحبہ میرے پاس برآمدہ میں تشریف لائیں - جہاں میں بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا - اودی ساڑی گورے بدن کو چھپائے ہوئے تھی - اور تمام جسم کے قربان ہوتی ہوئی گلوئے مصفا کے گلے مل رہی تھی - کناروں پر سرخ ریشمی بیل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کالے کالے آسمان میں بجلی - اور پھر اودی پوشاک اس گھٹا میں کچھ ایسی کھلتی تھی کہ دل برق کی مانند سینہ

؎ آیرلینڈ کا مشہور شاعر جسنے حسنرو دہلوی کی مثنوی کا ترجمہ انگریزی زبان میں بڑی خوبی سے کیا ۔ راوی

سینہ میں لوٹ رہا تھا امیرؔ

تو بھی سے ابر سیہ تو لیلیٰ مری کی بھی سیہ ٭ ملگجی خوب سیاہی میں سیاہی تیری

رفتہ رفتہ ہوا زیادہ تیز ہو گئی۔ اور ترشح بھی شروع ہو گیا۔ تیزی کے ساتھ سردی اور سردی کے ساتھ مینہ کا زور و شور بڑھکر برسنے لگا میں نے مس صاحبہ کی طرف کو دیکھا۔ اونھوں نے کہا دیکھو کیا اچھی بہار ہے! کیا سہانا سمان ہے!

میں نے کہا آج تو آپ پر بہت ہی حسن ہے۔ اُف کیا نکھار ہے۔ عمرؔ

پری بن چلے تم تو جوبن پہ آکر ٭ مٹھیں گے اوڑی نوجوانی تمہاری

بات ٹالنے کے لیے کہنے لگیں۔ دیکھو ہوا کسقدر خنک چلی۔ اسنے میں جو بجلی چمکی تو اونگلی اوٹھاکر کہا۔ اہا ہا دیکھو وہ بجلی چمکی۔ بجلی بھڑک کر دوسری سمت اس جلدی اور تیزی سے چمکی کہ میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ اونھوں نے آڑے ہاتھوں لیا بنانے لگیں کہ ذرا سی چمک سے ڈر گئے میں نے کہا۔ ہائے آپ نہیں ڈرتیں ورنہ لطف آتا ؎

رات بجلی بھی نہ چمکی اور نہ کڑکا بادل ٭ اونکو سینہ سے لگا لینے کی کوئی گھات نہ تھی

اب ہوا میں سردی زیادہ آگئی۔ اور اونھیں کسقدر جاڑا معلوم ہوا۔ میں نے کہا اندر چلے چاہ پی جائے جا ہر طیار کرائی۔ مگر اونھوں نے نہ جانے کیوں نہ پی۔ مجھپر اونکی خدمت آجکل زیادہ تھی اسلئے کہ اونکی والدہ بمبئی گئی ہوئی تھیں۔ اور اونھیں مجھی پر چھوڑ گئی تھیں۔ اسلئے وقت میں مینے ہاتھ سے چھوا تک نہیں۔ اس چاہ کے پینے سے مجھے تو کچھ نہوا۔ لیکن اونھیں جاڑا معلوم ہوا۔ اور پھر تھوڑی دیر میں طبیعت پر گرانی معلوم ہونے لگی۔ سر میں درد اور بدن میں حرارت نے اپنا قابو پایا۔ ہائے خدا کسی دشمن کو بھی یہ دن نہ دکھائے کہ اس کا کوئی پیارا بیمار ہو۔ کیسا پیارا ہو جسکے آگے تمام دنیا تاریک ہو جسکے عیش کے سامنے تمام راحت تلخ معلوم ہوتی ہو۔ مس صاحبہ شال اوڑھکر کوچ پر لیٹ گئیں۔ میں بھی پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اونھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنی پیشانی پر رکھا اور کہا دیکھو کیسا تپ ہے میں نے ہاتھ رکھا۔ ہائے تمام بدن جل رہا تھا۔ مارے بخار کے آنکھیں بند تھیں۔ اور زبان سے بولنا گویا دوبھر معلوم ہوتا تھا۔ مجھسے کہنے لگیں میرے ہی پاس رہنا۔ میری طبیعت اچھی نہیں ہے زیادہ بلوانا نہیں تاکہ نیند آجائے۔ یہ کہکر شال سر سے اوڑھ لیا۔

کوئی پہر رات گئی ہوگی۔ جب آنکھ کھلی۔ تلی کی شکایت کی۔ میں نے کہا۔ قے کرڈالئے بہتر

بہت مفید ہی ۔ مین اپنے دونو ہاتھوں سے اوٹھین سنبھالکر بٹھا گیا ۔ تے کرنے سے ضعف اور بھی زیادہ ہوا لیکن پسینہ آیا ۔ اور پنکھا جھلنے کو کہا ۔ مگر مین نے کہا "مناسب نہین" کمزوری کا یہ حال تھا کہ مونہہ سے کوئی جملا اچھی طرح نکلتا ہی نہ تھا ۔ کچھ کہنا ہوتا تو بہت دہیمی آواز میں ۔ اور بہت دیر میں کہتین ۔ اپنے ہاتھ سے پسینہ پونچھنا تک مشکل ہوگیا ۔ مین ہی رومال لئے پیشانی سے پسینہ پونچھ رہا تھا ۔ کبھی ہاتھ پٹکتی تھین ۔ اور کبھی سر کو داہنے اور کبھی بائین ہاتھ پر رکھتین ۔ گرمی کی وجہ سے پہلو پہ پہلو بدلتین تھین ۔ اور ہائے بڑی بے بسی کے ساتھ مجھسے کہنے لگین ۔

پیارے محمود طبیعت اکتاتی ہی ۔ تمنے دیکھا کل شام کو مین کیسی تھی اور اب کیسی ہون ۔ کچھ ذکر چھیڑو جس سے رات کٹے " میری زبان سے اچانک نکل گیا ۔ اپنی بپتی کہ جگ بیتی" جسکے جواب مین اونھون نے ایک آہ بھر کر کہا " نہیں جگ بیتی سے کیا کام ہمارا ہی قصہ ایسا دردناک ہی کہ عمر بھر کہیں اور تمام نہو ۔ محمود ! میں اسوقت کہتی ہون کہ تمہاری محبت نے میرے دل مین کسقدر گھر کر لیا ہے ۔ میں نے جو صدمے اوٹھائے ہین اونھین کیا بیان کرون ۔ خوشی تو کبھی آتی ہی نہین ۔ بس یہی درد و غم مونس و غمگسار تھی ۔ آتش

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

جب سے ہوش سنبھالا بس اشک خون پیتے ہی گذری ۔ آرام و راحت کی صورت بھی کبھی نہین دیکھی دل مین خوشی آتے ہوئے شاید خوف کہاتی ہی

کون آتا ہی بھلا ایسے سیہ خانہ مین میرے گھر کا ہی اوجالا شب فرقت میری

اسوقت میرے دل میں ایک فوری جوش آیا کہ اپنے گلعذار کو سینہ سے لپٹا کر پیار کر لون اور دلکی تمام حسرتین نکال لون ۔ امیر

بندھی ہی حنا ہاتھ پاؤنمین اونکے ابھی چھیڑ لون وقت ہی بے بسی کا

مگر سچے عشق اور پاک محبت نے روک لیا ۔ ارمانین نکلتے نکلتے رہ گئین ۔ تمنائین بھی تھم گئین کہ پھر کبھی سمجھ لین گے ابھی کیا جلدی ہی ۔ ریاض

موقع سو بھی باتین کچھ بن نہین پڑتی ہمسے تو یہ معشوق ستائی نہین جاتے میاب دل مچلا جاتا تھا ۔ آرزوئین بڑھ بڑھ کر کہتی تھیں کہ ہمین کامیاب کیجئے ۔ مگر ایسے وقت مین ... [illegible] ... اور دل میں کہا کہ پھر سمجھ لین گے اضطراب کیا ہی ۔

یہ کہکر میں ہمہ تن اونکی قصے پر متوجہ ہوگیا وہ کہنے لگیں - محمود! دیکھو دنیا بہت بری ہے اس میں آدمی ذراسی بات پر بگڑ یا جاتا ہے - بات بات میں تہمتیں لگائی جاتی ہیں کسی کو ہنستے بولتے دیکھا کہ اونکا دل جلکر کباب ہوگیا - پیارے اسوقت معاف کرو کہ جان میں سکت نہیں باقی رہی جو کچھ اور کہوں ''۔ پھر فرمایا - یہ شال بہت بھاری ہے ایک ملکا دو - میں نے وہ شال اوتار کر دوسرا اوڑھا دیا - اب پسینہ کم ہو چلا تھا اور حرارت بھی کم ہوگئی تھی - مگر ضعف باقی تھا

پیاری بائی کو مجھسے محبت ضرور تھی - کیونکہ یہ غیر ممکن بات ہے کہ عاشق کا دل جلے اور معشوق پر کچھہ اثر نہو مگر چھپاتی بہت تھیں میں نے اکثر امتحان لیا ادھر دل میں درد اوٹھا سینہ میں آگ لگی اور ادھر برقی کشش سے وہ کھنچی چلی آتی ہیں - قدر مرحوم سے

ادھر ہوا جذبہ اسکو پیدا اودھر وہ سینہ سے آ کے لپٹے ✣ میں بارہا آزما چکا ہوں کیفِ دل کا کمال دیکھا

اگر کبھی اسکے کمرہ میں یکایک چلا گیا تو اسے ملول پایا - جب پوچھا تو ٹال جاتیں - صورت بشاش بنا لیتیں - اور باتوں باتوں میں کوئی اور تذکرہ چھیڑ دیتیں - لیکن میرے جذبہ دل نے ہمیشہ مجھسے چپکے سے کہدیا کہ تیری ہی یاد ہے

خوف سے نام نہیں لیتے کہ سن لے کوئی ✣ بے چپکے چپکے ہم اونہیں یاد کیا کرتے ہیں

غرضکہ مجھے یہ پہلا ہی موقع ملا جب اونکی پیاری زبان سے اونکے درد دل کا حال سنا اور ہزار ہزار شکر کہ اونکے دل میں بھی عشق کا زخم موجود تھا -

پیاری بائی کی آنکھ پھر لگ گئی جسکا سبب زیادہ تر ضعف تھا - رات کمبخت پہاڑ کی رات تھی کہ کسیطرح کاٹے کٹتی ہی نہ تھی - میں گھڑی دیکھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ منٹ کی سوئی چلتی ہی نہیں - اگرچہ مجھے یہ خوش نصیبی حاصل تھی کہ اسکے پاس ہی بیٹھا تھا لیکن افسوس یہ خوشی مجھے بالکل نہیں بھاتی - میرا دل اوٹھ اوٹھکر درگاہ مستجاب الدعوات میں نہایت اخلاص کے ساتھ دردانگیز لہجہ میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ یہ رات کسطرح کٹے - شعرا کے خیال سے اس نے کسی کی زلف عنبریں سے بڑھنا سیکھا تھا جو کسی بیمار کی نقاہت کسی عاشق کی بیتابی اور کسی معشوق کے حسن روز افزوں کی طرح بڑہتی جاتی تھی - اور کسی صورت کم نہیں ہوتی تھی - اُف! جیسی بے چینی مجھے اس رات کو ہوئی اگرچہ ایسی ہی اور بھی کئی مرتبہ ہوئی مگر ان دونوں حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا - خدا دشمن کو بھی ایسی رات نہ دکہائے - اللہ اللہ کر کے رات کٹی - کوّوں کے شور کی آوازیں کانوں

میں آنے لگیں کوئی کوئی پرند اپنے آشیانہ سے بولنے لگا مس صاحبہ سو رہی تھیں میں اوٹھا وضو کیا۔ نماز صبح ادا کی۔ اور پھر یہاں آکر بیٹھ گیا۔ ہوا کسقدر چل رہی تھی میں نے شال کو جو کروٹوں سے جدا ہو گیا تھا سنبھالکر اوڑھا دیا۔ اور جگانا مناسب نہ جانا۔

سات بجے کے قریب مس صاحبہ اوٹھیں۔ چہرا اُترا ہوا۔ آنکھیں بیمار۔ نظر اوپر کرنا گویا دوبھر تھا۔ نازک نازک رخسارے باسی پھولوں کی طرح پژمردہ تھی شوق ؎

گالوں پہ جو چھائی تھی اوداسی ۔ وہ پھول گلاب کے تھے باسی

فوراً چا طیار کی گئی۔ ایک پیالی پی۔ چند بسکٹ کھائے اور پھر لیٹ رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھسے کہا۔ محمود اب میری طبیعت سنبھل چلی ہے۔ اُف کیسی سردی سما گئی تھی۔ میں نے جواب دیا کہ آپکا مزاج نازک بہت ہے کسی چیز کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس جواب پر وہ کسی قدر لجا سی گئیں۔ پھر تیر مژگاں چلانے کو تھیں کہ آنکھ اُٹھ نسکی۔ اور یہ چپکے سے مسکرا دیں۔ شیفتہ ؎

قتل کرتے وہ مجھے ہاتھ سے خنجر نہ اوٹھا ۔ آرسے آئی ہے مرے اونکی نزاکت کیسی

میں نے پوچھا۔ آپ شاید کچھ کہنے کو تھیں۔

مس صاحبہ۔ نہیں تو (پھر میری طرف سے مونہ پھیر کر مسکرا دیں)

میں (بیساختہ) ہائے آپ کو اب بھی رحم نہیں آتا۔ وہی بیمروتی ہے۔ اور وہی ظلم کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ پر کوئی ——— (یہاں میری زبان رک گئی اور کچھ بول نہ سکا) اسوقت مس صاحبہ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ اور اس جملہ نے اُنکے دِل پر پورا اثر کیا۔ معذور سمجھے جانے کے تئے کہنے لگیں۔ کیا کہا؟ میں نے سنا نہیں" میں نے کہا بھلا آپ کیوں سننے لگیں"۔

مس صاحبہ۔ نہیں سچ سچ۔ اچھا کہی دو۔ کیا کہا تھا۔

میں۔ کیا واقعی نہیں سنا۔

مس صاحبہ۔ الہی توبہ۔ اب کہتے کیوں نہیں۔ چلو میں جھوٹی سہی تم کہو تو سہی ؎

میں بھی جھوٹا میرے دعوے بھی سراسر جھوٹے ۔ تم ہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے

یہ جملہ کچھ ایسے بھولے پن سے کہا کہ سادگی پیار سے پیارے ہونٹوں کا بوسہ لینے لگی۔

رنگین کا اٹھڑ پن جوانی کے آن بان کے صدقے ہو رہا تھا۔ میں نے کہا افسوس ۔ آپ پر کوئی جان دیتا ہے۔ اور آپ کچھ پوچھتے ہی نہیں۔ کیا میں ایسے کوئی امید رکھوں ۔؟

اس سوال کے جواب میں وہ اسقدر عالم سکوت میں آگئیں ۔ چہرہ کا رنگ بدل رہا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ دل اندر سے دھڑک رہا ہے ۔ میں نے خاموش پاکر کہا "اب بھی کہدیجیے "نہیں سنا" "پھر کہو" اسوقت اس حسن کی دیوی کی آنکھیں چھت کیطرف لگی ہوئی تھیں ۔ ایک انگلی ہونٹوں پر رکھی ہوئی تھی اور ایک ہاتھ میں رومال دبا تھا ۔ جواب میں ایک عجیب آواز سے کہا ۔ "ہاں سنا تو ہے"

میں ۔ تو شاید جواب نہیں ملیگا ۔

مس صاحبہ ۔ (تھوڑی دیر میں بہت ہی دھیمی آواز میں) کیوں ۔

میری زبان سے بیساختہ نکلگیا ۔ **حضرت داغ ؎**

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ۔ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

مس صاحبہ نے بھی ڈرک ڈرک کر اور دھیمی آواز میں کہا ؎

بات کیا چاہیے جب مفت کی حجت ٹھیری ۔ اس گنہ پر مجھے مار اگر ٹھکا رکھا

پیارے محمود! تمہیں افسوس ۔ ابتک یقین نہیں کہ تم کو چاہتی ہوں ۔ ہائے میں کسطرح سمجھاؤں ۔ سچ کہتی ہوں عزیزوں سے زیادہ چاہتی ہوں ۔ مگر تم دن رات شکوۂ شکایت کیا کرتے ہو ۔

میں ۔ ہائے اس دل کا برا ہو جو ہزار ہزار بدگمانیاں ڈالتا ہے ۔ پیاری پیاری بس تمہارا اسیقدر کہنا کافی ہے ۔ **شوق نیموی ؎**

ستم و جور کی فریاد سے ہم درگذرے ۔ ایسے گھبرائے ہوئے تم سر محشر کیوں آئے

مس صاحبہ ۔ (بہت ہی ڈرک ڈرک کر) میں تمہاری ہو چکی ۔ ہائے اس عشق نے مجھے کہیں کا نہ رکھا ۔ کہنے کو تو یہ فقرہ کہدیا لیکن عرق میں غرق ہوگئیں ۔ آنکھیں جھکی ہوئیں انکی دونوں ہاتھ میرے ہاتھ پر تھے اور دونوں ہاتھو پر سر رکھا ہوا تھا ۔ میرے اوپر پڑی ہوئی تھیں ۔ یہ الفاظ غم کی آواز میں اسکی زبان سے نکلنے نکلنے کے ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ۔

بھلا یہ کب ممکن تھا کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی نہ بہتی ۔ ادھر سے بھی جھڑی

لگ گئی - قلق ؎

ہم ادہر رونے لگے اور وہ اودہر رونے لگے

انکا سر اوٹھاکر اپنے سینہ سے لگالیا - پیشانی کا ایک بوسہ لے لیا - اور سمجھا بجھاکر کہا -
روئیے نہیں -

مس صاحبہ - (تھم کر) اپنی قسمت کو روتی ہون - میرا دل مارے صدمون کے پک گیا ہی "

میں - نہیں ان باتوں سے کیا سروکار - تم خوش رہاکرو غم کرنے سے حاصل شوق

دل کو اپنے کرو ملول نہیں
رونے دہونے سے کچھ حصول نہیں

تمھاری بلا رنج اوٹھائے - یہ دن بننے سنورنے کے ہیں تمھیں اس سے کیا علاقہ ؎

تم کو آشفتہ مزاجون کی خبر سے کیا کام + تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسوئی

ہائے اس عشق کا برا ہو جس نے تمھیں بھی نچوڑا - یا اللہ تو اس محبت کو دنیا سے اوٹھالے - اسکا بندہ اب سے کوئی نہ بنے - ہائے یہ عشق بھی کیسا خانہ خراب ہوتا ہی کہ فرقت کے صدمے سہتے سہتے مرے جاتے ہیں لیکن پھر بھی معشوق کی یاد سینہ مین امانت کے طور پر رکھی ہوتی ہی - آہ اس میں کچھ ایسی لذت ہی کہ دل سیری نہیں ہوتا - تیر مژگان سے دل چھلنی ہو گیا مگر عشاق مزے لے لیکر کہہ رہے ہیں ع

قربان نگاہ سے تو ستم باز نگاہ ہے

مس صاحبہ کہنے لگین - دیکھئے ہماری قسمت کیسی ہی - مرادین پوری ہوتی ہیں یا خون ہو گی"
میں نے کہا آپ نے یہ دوسرا جملہ کیون کہا - اُف کیسا ظلم ڈہا رہا ہی - پیاری بابی سب کچھ تمھاری مرضی پر منحصر ہے

مس صاحبہ - دیکھو کیا ہوتا ہے - میں نے کہا - داغ ؎

دعا مانگ تو تم بھی اپنی زبان سے + کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسیکا

اسپر وہ آسمان کیطرف دیکھکر کہنے لگین - ای سرے ایزد دیکھ میری کمی کتنی ——— یہین تک کہنے پائی تھیں کہ وفور شوق میں آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے - تھوڑی دیر تک تو دونوں طرف یہی سکوت کا عالم رہا تمنائیں ہاتھ ڈالے خوشیان منا رہی تھین - درد دل مین اوٹھ اوٹھ کر سلام کر رہا تھا - بیتابی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی - آرزوئیں ایک سے ایک

جوش میں آکر کہا اوٹھتی تھیں ریاض

اور ٹھکے لطف صحبت کے ابھی تو ۔ نئے تم ہوئے ہم نیا دل

پیاری پیاری ادائیں کسی کے دل میں گدگدا رہی تھیں تبسم بائی کے نازک نازک ہونٹوں پر شگفتگی پیدا کر رہا تھا۔ اور حیا آنکھوں کو نیچا کئے دیتی تھی ریاض

کیا شب وصال میں کھل کے جاتی ہیں پہلی پہل کی باتیں سنائی جاتی ہیں

تھوڑی دیر میں حاضری آئی۔ مجھسے اصرار کیا کہ ہمارے ساتھ کھاؤ۔ غرضکہ ہم دونوں ایک ہی جگہ میں دمیز پر کھانا کھانے لگے۔ اسوقت میں نے غور سے دیکھا کہ وہ کچھ جھینپی جاتی تھیں حیا اونکے چہرہ کی نقاب اور شرم انکی ساڑی کا گھونگٹ بنی ہوئی تھی۔ کھانا کھا کر وہ لیٹ رہیں۔ اور مجھسے بھی کہا کہ آرام کرلو میں نے انکار کیا لیکن اونکے مصر ہونے پر مجبوراً اپنے کمرے میں جانا پڑا۔

جسوقت میں اپنی بستر پر لیٹا ہوں سیکڑوں خیالات میرے دماغمیں آتے تھے۔ پیاری بائی کے وعدے۔ انکی محبت۔ انکا درد عشق بیچینی و اضطراب ان سب نے ملکر میرے دل میں میٹھا میٹھا درد پیدا کردیا۔ میرے چہرہ پر خوشی جھلکنے لگی۔ آپ جانتے رات بھر کا جگا ہوا۔ بھلا سو سکر نہ سوتا لیکن ان خیالات نے مجھپر نیند حرام کردی تھیں اس وقت کو بھی بھولونگا خوشی مسکراتی ہوئی آتی تھی اور دل میں گدگدی پیدا کرتی تھی۔ آرزوئیں تمناؤں کے گلے مل رہی تھیں اور نامرادیوں کو کوس رہی تھیں۔ امیدیں فرقت کی لمبی لمبی گھڑیوں کو طعنہ دے رہی تھیں۔ انھیں خیالات میں میں برابر محو رہا۔ پلک کیا مجال جو جھپک جاتی۔ بس پیاری بائی کی بھولی بھولی شکل سامنے تھی۔ اور میں اوس سے باتیں کر رہا تھا۔

شام کی گاڑی میں اونکی ماں آگئیں۔ بیماری کا حال اور میری تیمارداری کا خیال کرکے چونک سی گئیں۔ لیکن بائی کی نازک مزاجی نے اونھیں اچنبے کے عالم سے رہائی دی مجھسے کہنے لگیں۔ مسٹر محمود! میں تمھاری خدمتوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔" "میں نے جواب دیا اس خدمت کو میں اپنے لئے شرف خیال کرتا ہوں۔ یہ سنکر اپنی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپنے میری خدمتوں کو خوشی کے ساتھ قبول کیا۔"

ایک روز دوپہر کے وقت میں کام میں لگا ہوا تھا کہ مس صاحبہ آئیں میں نے معمولی سلام کیا اور صرف مزاج پرسی کرکے اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ انھیں کسیقدر ناگوار گذرا۔ اور واقعی گلہ کی

بات بھی تھی۔ شام کو جب مکان گیا۔ یہ اپنی والدہ کے پاس بیٹھی تھیں۔ میں نے سلام کیا۔ اونکی والدہ نے تو جواب دیا مگر وہ اللہ کی بندی نہ بولی۔ میں نے خیال کیا کہ اپنی ماں کی وجہ سے یہ ظاہرا رکاوٹ اختیار کی گئی ہے۔ دیر تک میں بیٹھا رہا اور مختلف امور پر باتیں ہوتی رہیں۔ مگر اس کے منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔ میری حیرت زیادہ بڑھ گئی۔ اسی حالت میں میں نے پوچھا آپ کی طبیعت کیسی ہے" اسپر ذرا دکھی ہو کر بولیں " جیسی روز تھی ویسی ہی آج بھی ہے"

میں۔ آج آپ خاموش بیٹھی ہیں۔ کچھ بات نہیں کرتیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

مس صاحبہ" دل ہی تو ہے۔ اسوقت بات کرنا منظور نہیں"

انکی ماں نے بیچ میں کہا" آج تم عجیب قسم کی باتیں کر رہی ہو میں نے تمھیں کبھی ایسی بات کرتے نہیں دیکھا۔

بائی (بات بنانے کے لیے) ماما دیکھئے اسوقت انکے آنے سے میرا دل جانتا ہے کہ کیا ہوا۔ میں اس کتاب کے دیکھنے میں محو تھی کہ یہ آکر مخل ہوئے اور وہ تمام لطف جاتا رہا

میں۔ میں نہایت ادب سے معافی مانگتا ہوں کہ میرا آنا آپکے لئے باعث ہوا۔ تھوڑی دیر میں بیٹھ کر چلا آیا۔ دل میں بائی کی یہ بیمروتی کھٹک رہی تھی۔ اور غور کرتا تھا کہ یہ کیا وجہ ہے اسی بیچ دتا سب مین تھا کہ مس صاحبہ ایک رقعہ دیکر موا ہوگئیں۔ لفافہ کھولا۔ انگریزی میں لکھا تھا۔

(خط)

" بس آج تمھاری جھوٹی محبت ظاہر ہو گئی۔ تمام باتیں بناوٹ کی تھیں ورنہ سچی محبت کہاں

بس خدا حافظ　　　　کمن بائی"

خط دیکھتے ہی میرا گمان میری دوپہر کی رکاوٹ کی طرف گیا۔ فوراً معذرت نامہ لکھا

(خط)

غالب
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں رولائے کیوں

جان محمود! تمھارا خط شکایت سے بھرا ہوا ملا۔ پیاری ذرا سی بات پر بگڑنا اور پھر ہمیشہ کے لئے پرانی محبت کا توڑ بیٹھنا کسنے سکھایا ہے۔ افسوس میں دوپہر کے وقت کام میں

کچھ ایسا مصروف تھا کہ آپکی طرف اچھی طرح متوجہ نہو سکا ۔ بس اتنی ہی سی بات پر یہ ملال کہ بولنے کی قسم کھائے بیٹھے ۔ اُف یہ ظلم! یہ بے مروتی!! بس اب معاف کرو ۔ ان باتوں کو دل سے دور کرو اور مجھے ہمیشہ اپنا خادم اور رشید تصور کرو ۔ مجھے امید ہے کہ تمہارے خیالات جو دل میں بدگمانی پیدا کر رہے ہیں کہ وہ بہت جلد دور ہو جائینگے ۔

"تمہارا رشید احمود"

جواب لکھ کر میں خود دینے گیا ۔ مس صاحبہ کمرہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھیں ۔ میری صورت دیکھتے ہی مونہ دوسری طرف پھیر لیا ۔ میں نے خط دیا اور وہیں کھڑا ہو گیا ۔ جب پڑھ چکیں میں نے کہا ۔ لِلّٰہ اپنے دل سے ایسے توہمات نکال ڈالئے ۔ پیاری بائی نے مجھے انھیں نظروں سے دیکھو جنسے پہلے دیکھتی تھیں قلق ؎

ادا سے دیکھ لے جاتا رہے گلہ دل کا ٭ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

بائی صاحبہ نے فوراً دوسرا شعر پڑھا ۔

وہ ظلم کرتے ہیں مجھپر تو لوگ کہتے ہیں ٭ خدا برے سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

میں نے کہا ۔ ہائے رے تقدیر وہ کسی طرح سیدھی نہیں ہوتی ۔ اے کمبخت مقدر تجھے کوئی کسطرح سیدھا کرے ۔ ہائے کیا خوب کہا ہے طاہر ؎

کسی تدبیر سے مٹتے نہیں تقدیر کے پیچ ٭ گیسوؤں تک کے نکلتے نہیں بل شانہ سے

مجھے خوب یاد ہے کہ پھر میں نے آسمان کیطرف دیکھکر کہا تھا ؎

اے ظالم آسمان تجھے خدا ہی سمجھے جس نے عشق کی کوئی دوا نہیں پیدا کی" اسپر وہ ہنسکر بولیں "یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ مجھپر جان دیتے ہیں محبت اسقدر ہے کہ بات چیت بند ہو گئی پھر آپ مجھی کو قایل کرتے ہیں ۔

میں ۔ ہائے تمھاری زبان سے یہ لفظ کیونکر نکلے ۔ اگر مجھسے کلیجہ مانگو تو ابھی سینہ چاک کر کے حوالہ کر دوں "

مس صاحبہ (طنز سے دیکھکر) اسے کیوں باتیں بناتے ہو ۔ آسمان پھٹ پڑے گا !!

میں ۔ اچھا تم کیہ دیکھو ۔ دیکھیں تو سہی ہمارے سوا اور کون ایسا ہے ؎

آج جانبازوں کا مجمع ہے درِ قاتل پر ٭ کون کرتا ہے فدا تیغ پہ سر دیکھیں تو

بائی "مجھے کیا غرض کہ ایک کی جان لوں "

میں:۔ اچھا تو صاف ہو جاؤ۔ بس اب خفا ہونا اچھا نہیں۔ دیکھو مان جاؤ **قلق** ؎

صاف ہو جانا ذرا سیکھو تو آئینہ سے

بائی:۔ "اب ایسی باتیں نکرو۔ ماما (امی جان) کہیں نہ سن لیں تو غضب ہی ہو جائے"

میں:۔ اچھا میری تقدیر کا کیا فیصلہ ہوا۔

بائی:۔ "میں خط لکھ دونگی۔ اب تم جاؤ۔"

میں اپنے کمرہ میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر میں۔ یہ ٹہلتی ہوئی آئیں۔ اور خط میرے منہ پر مارا میں نے جو انھیں دیکھا تو فوراً نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ میں نے آہستہ سے کہا ؎

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی ٭ بازار خویش آتش ما تیز میکنی

مس صاحبہ نے پلٹ کر دیکھا۔ گویا زبان سے کہا۔ **سودا** ؎

سنبھل کے رکھیو قدم راہ عشق میں مجنون ٭ کہ اس دیار میں سودا برہنہ پا بھی ہے

یہ کہکر ہوا ہو گئیں۔ میں نے شوق میں خط کھولا دیکھا تو۔ **شوق** ؎

کچھ عجب درد سے یہ لکھا تھا ٭

خط

تمھارا خط ملا پھر تمھاری منتیں بھی دیکھیں۔ مجھے یہ بات ابھی تک نہیں معلوم ہوئی کہ کون سچا ہے۔ خیر کوئی بھی اب آیندہ تمھیں احتیاط لازم ہے۔ اس محبت کا برتاؤ خالص اور پاک ہونا چاہیے۔ میں یہ لکھنا مناسب جانتی ہوں کہ تم یہ خط دیکھ کر شیر نہ ہو جانا۔ قدم حد سے زیادہ نہ بڑھانا۔ بڑے بوڑھوں کا پاس۔ پاکبازی کا لحاظ۔ اور قول و اقرار کا خیال رہے۔ **ریاض** ؎

ریاض تو بہ نہ ٹوٹے نہ میکدہ چھوٹے ٭ زبان کا پاس رہے وضع کا نباہ رہے

مجھے دیکھ کر کہیں اپنی بیتابی نہ ظاہر کرنے لگنا۔ دنیا بہت بری ہے ذرا سی بات میں لوگ شبہ کر لیتے ہیں۔ **شوق** ؎

ہوتے آتش کے ہیں یہ پرکالے ٭ تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

محبت بڑھانے کی کوشش ہمیشہ کیجاتے۔ اگر دلوں میں کسی قسم کی رنجش پیدا ہو جائے تو دونوں کو ملکر صاف ہو جانا چاہیے۔ اب کوئی کہاں تک لکھے **تسلیم** ؎

کانٹوں میں نہ الجھا او الجھنا ٭ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

تمھاری وفا شعار "مکن بائی"

بھلا ایسا خط دیکھکر کلیجہ مین عشق کی آگ کیونکر نہ بھڑک اٹھتی - سچ کہتا ہوں بے اختیار خط کو چوم لیا - آنکھو نپر رکھا - اور کلیجہ سے خوب لگایا - پھر بڑی نفاظت سے اسے صندوقچہ میں رکھا - اور انکی عنایت پر انھیں بیساختہ دعائیں دینے لگا - آتش ؎

بخشدیتے ہیں وہ مجھسے جو خطا ہوتی ہے ٭ منفعل کرنیکو بھی یہ سزا ہوتی ہے

یہ مزیدار شکر رنجیاں اکثر آپس میں میں - تھوڑی دیر کے لئے وہ ہمسے روٹھی رہتیں - ہم خوشامد کرتے رہتے اور وہ روٹھ جایا کرتیں حضرت امیر ؎

رہی میں وصل میں کیا کیا ناز و ناز کے جھگڑے ٭ کبھی ہم روٹھکر اٹھے کبھی وہ منکے بیٹھے ہیں

اگر کبھی تیری طرف سے کوئی رنج پہونچا تو بہت جلد صاف ہو جاتے ہیں ہے محبت دونوں طرف سے ہوتی ہے اور دونون کے دلوں میں اس کے شعلے برابر کی تیزی سے بھڑکتے ہیں - شوق نیموی ؎

یہی دو گھر تو کل نکلے دیار حسن والفت میں ٭ میں اونکے دلمیں جا ٹھیرا وہ میرے دلمیں آ ٹھیرے

جنوری کی ۶ تاریخ کو پارسی لٹریری کلب کا سالانہ جلسہ تھا مجھے ہر کلب سے ایک خاص انٹرسٹ (شوق) ہے - وقت مقررہ سے پہلے پہونچگیا - مس صاحبہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ علحدہ بیٹھی تھیں - آہ بھولی صورت بھی کسقدر دلفریب ہوتی ہے - بیچ میں یہ تھیں - اور چاروں طرف اور خاتونیں گھیرے ہوئے تھیں - میں دوسری کرسی پر بیٹھا تھا - ۲ بجے کار روائی شروع - بیرم جی نے کھڑے ہوکر ایک پُرزور تقریر مین کلب کے فوائد بڑی خوبی سے بیان کئے - پھر سلطنت انگلشیہ کی آزادی پر بحث کرتے ہوئے مسلمانوں پر سخت حملہ کیا -

مجھسے یہ ناگوار ہو گیا میں نے اوٹھکر بڑے زور سے اسکی تردید کرنا شروع کی - مین برابر بول رہا تھا اور یقین تھا کہ گھنٹہ بھر تک اسپیچ دونگا کہ جھگڑا ہو جانے کے خوف سے لوز جی سکرٹری کے اشارہ سے ابراہیم جی خلیل بھائی نے اوٹھکر مجھسے کہا - "میں معافی چاہتا ہوں - اگر آپ سے عرض کروں کہ آپکی اسپیچ طول کھینچے جاتی ہے - اور چونکہ زیادہ تر پالٹکس سے متعلق ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ اسے ختم کرینگے - آپ کی فصاحت ایسی نہیں ہے کہ کوئی نہ سنے - مگر افسوس کلب کے قواعد مجبور کر رہے ہیں - آخر مِن مسٹر بیرم جی نے

کہتا ہون کہ وہ آیندہ پولیٹکل باتین اپنی اسپیچ مین نہ لایا کرین۔ تاکہ کسی قوم کی دلشکنی نہو۔"

افسوس کے ساتھ معذرت چاہکر مین بیٹھ گیا۔ جب گھر آیا میرے ساتھ مسٹر ابراہیم بھی آئے دیر تک گورنمنٹ کے متعلق بحث ہوتی رہی اپنی برائیون کو رو رو کر کہتے تھے ؎

ظالم کالوں نے کیا ہمیشہ کچھ گوروں نے ٭ ہمکو برباد کیا اپنے ہی اعمالوں نے

سلطنت مغلیہ چراغ سحری تو تھی ہی شاہان اودھ کے پچھلے دور نے اسلامی حکومت کی بنیاد بھی اُکھاڑ ڈالی ہائے لکھنؤ! تجھ پر کیسی غفلت چھائی ہوئی ہے۔

ابراہیم۔ واقعی ہم میں انگریزی تعلیم بہت کم پھیلی ہے۔ دوسری قومیں ترقی کر رہی ہین۔ مگر ہم سو رہے ہیں۔

میں۔ افسوس تو ہماری قوم کے بدہوشی جو اسکا پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں۔ اُف انگریزی پڑھنے سے لڑکا کرسٹان بنجاتا ہے: بھلا اُنسے کوئی پوچھے فارسی آتش پرستوں کی زبان تھی یا مسلمانوں کی اسے تو پڑھیں اور اس سے گریز کریں۔

ابراہیم۔ بمبئی کے مسلمانون نے ہمت کرکے دو ایک اسلامی اسکول کھولے ہیں یقین ہے انہوں نے جو کام اختیار کیا ہے وہ بہت جلد کامیابی پائے گا۔

میں۔ میرے نزدیک مسلمانون کو ایسے وقت میں انڈسٹری یا الف اے پاس کرکے آرٹس (ہنر) کیطرف متوجہ ہونا چاہیے۔ انجینیر۔ ڈاکٹر۔ سائنٹسٹ بنجائین۔ روز۔ ایم۔ اے بی اے۔ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور کوئی نہیں پوچھتا۔ حالانکہ آرٹس کی مانگ ہمیشہ رہتی ہے۔"

ابراہیم۔ بیشک۔ انجینیری بہت اچھی چیز ہے۔ مسلمان ادھر متوجہ ہوں۔ دوسرے، بُری رسموں کو چھوڑکر دین کی راہ پر اچھی طرح چلیں۔ بمبئی کے مسلمانون نے بہت اچھا کیا۔ جو شادی کے موقعوں پر آتشبازی میں روپیہ نہیں کھوتے۔

میں۔ یہ تو خدا نے اودھ والوں کے حصہ ہی مین دیا ہے۔ شادی مین ایک معقول رقم یونہی خراب باتوں میں صرف ہو جاتی ہے۔ روپیہ اگر نہو تو قرض لیں گے لیکن قوم کے نام پر اگر ایک روپیہ مانگا جائے تو سو حیلے بنائینگے۔"

ابراہیم۔ شاید آپ اسے سنکر شک ظاہر کرینگے۔ اگر میں کہوں کہ مدراس اور بمبئی کے

مسلمان اس سے کسقدر مستغنی ہیں۔

مین - بیشک ان میں حمیت باقی ہے۔ ابھی کوئی چھ مہینے کا عرصہ ہوا کہ جب میں بمبئی میں تھا ایک یتیم خانہ کے لئے چندہ ہونا شروع ہوا اوسی روز شام تک پانچ ہزار روپیہ جمع ہو گیا یہ رقم اگرچہ یتیم خانہ کے لئے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ ان میں سوائے چند ہمدردان قوم کے اور کوئی ایک پیسہ تک نہ دیتا۔ غرض دیر تک ادہر ادہر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر آخر وہ رخصت ہوئے۔ رات زیادہ آ چکی تھی میں کھانا کھا کر سو رہا۔

حضرت امیر

زانو پہ امیر سر کو رکھے :: پہروں گذرے کہ سو رہے ہیں

دوسرا باب

جدائی! ہائے جدائی!!

صیاد نے کب ناوک بیداد لگایا :: جب اوڑنے کو ہم شاخ سے پر تول رہے تھے

شام کا وقت قریب تھا۔ سرد ہوا تمام عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ کشتی آفتاب دریا کے بیچ میں ڈگمگا رہی تھی۔ لہریں کسی البیلے معشوق کی گھونگردار زلفوں کی طرح ایک دوسرے سے شوق کے عالم میں گتھی جاتی تھیں۔ اور بڑھکر سبزہ کو چوم لیتی تھیں۔ آسمان پر کہیں کہیں ابر کے ٹکڑے نظر آتے تھے جو ہوا کے گھوڑوں پر سوار چلے جاتے تھے۔ یہ وقت تھا جب میں نے مس صاحبہ سے درخواست کی کہ پارک (باغ) کی سیر کریں مس صاحبہ نے جواب نہ دیا۔ میں نے پوچھا کیا نہ چلئے گا۔؟

مس صاحبہ - تم ہمیں حیران نہ کیا کرو۔ ہماری طبیعت اسوقت پریشان ہے۔

مین - افسوس آپ نے میری بات کا جواب نہ دیا۔

مس صاحبہ - ایک دفعہ کہدیا نہیں جائینگے۔ تم جاتے کیوں نہیں۔

میں اس ترش جواب سے دل میں کسقدر رنجیدہ ہوا خیال کیا کہ اسکے ستانے کی

وجہ آخر کیا ہی۔ انکے سامنے سے چلا آیا اور اپنے کمرے میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان پارسی نے آکر بیرہ کو کارڈ دیا۔ مس صاحبہ کارڈ دیکھتے ہی بڑی خوشی سے مسکراتی ہوئیں کمرے سے نکلیں اور ہاتھ میں ہاتھ دیکر برآمدہ میں ٹہلنے لگیں یہ حرکت مین نے استعجاب کی نظروں سی دیکھی۔ خون اترا آتا تھا لیکن سینہ پر سل رکھکر میں نے انکا بھید لینا چاہا۔ مجھے فوراً خیال آیا کہ مس صاحبہ نے جو انکار کیا تھا اسکا بھید یہ تھا۔ خیر مین پیچھے کے کمرے میں ایک مناسب جگہہ پر بیٹھ گیا۔ اور ادہر کان لگا دئے۔

نوجوان۔ تمہاری خوبصورتی کا ایک مداح ہی۔ سچ تو یہ ہی کہ مجسم حسن ہو ۔

کیا خداداد شکل پائی ہے ⁂ آپ اللہ نے بنائی ہے

مس صاحبہ۔ "مجھے اسکا سبب نہین معلوم کہ مجھے تم سے اسقدر محبت کیون ہو گئی"

نوجوان۔ "یہ میرے دلکی کشش ہی۔ میری محبت کا اثر ہی۔ جسنے تمہارے دلکو موم بنا دیا۔ میری پائی! جان سے زیادہ پیاری پائی کیا مجھپر ستم رکھوگی"

مس صاحبہ تیور (ہرگز نہیں) کیا تمنے مجھے ظالم تصور کیا ہی۔

نوجوان۔ نہین۔

مس صاحبہ (گردن نیچی کرکے) توپھر کیون کہا۔

نوجوان اس سبب سے کہ معشوق ہمیشہ ظالم ہوا کرتے ہین۔ مگر شکر ہے کہ تمہارا دل خدا نے نرم بنایا ہی۔ یہ بھی میری خوبی قسمت نہیں تو کیا ہے۔ **داغ** ۔

سب سے تم اچھے ہو تمسے میری قسمت اچھی ⁂ یہی کمبخت دکھا دیتی ہی صورت اچھی

مس صاحبہ۔ ڈوسا۔ بھلا تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟

ڈوسا۔ "اپنی جان سے زیادہ۔ اگر کہو تو اپنا سر تمہارے قدمونپر نثار کردون"

مس صاحبہ "بھلا یہ محبت ہمیشہ قایم رہے گی یا صرف باتین ہی باتیں ہیں"

ڈوسا نے اس شعر کا مفہوم ادا کیا۔ **شیفتہ** ۔

چھیڑتے کیون ہو مجھے جلنے دو ان باتوں کو بس ⁂ تم بھلا جاتے رہوگے شیفتہ کی یاد سے

مس صاحبہ ڈوسا یہ تو مونہ دیکھی کی بات ہی۔ محبت ہمیشہ قایم رکھنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ۔

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہیں ⁂ کھیل ہے ہر کوئی جسکو یہ شطرنج نہین

ڈوسا۔ مردونکا قول اونکی جان کے ساتھہ ہی۔ مرجاؤں مگر تمھاری یاد دلسی نجائے ؎ **شہرت**

سینہ سے ہاتھہ ہاتھہ سے تصویر آپ کی ✤ بعد فنا بھی دیکھئے صاحب جدا نہیں

مگر اوہ مجھے تمھاری طرف سے دہڑکا ہی! پیاری بُرا نہ ماننا۔"

مس صاحبہ۔ خیر امتحان کے وقت دیکھ لیا جائیگا ؎

معرکہ پڑتے ہی اُٹھ جائینگے دشمن کے قدم ✤ جب سمجھنا ہو سمجھ لیں سرِ محفل ہم سے

ڈوسا۔ ہاں ہاں جان تک بھی دریغ نکرینگے **ریاض** ؎

خدا کرے نہ ستائے کبھی یہ خلش ✤ چُبھی ہوئی ہے جو دلمیں تری نگاہ رہی

اُف تم اسقدر حسین ہو کہ اگر اپنی صورت آپ دیکھو تو اپنے اوپر عاشق ہو جاؤ **فصاحت** ؎

مری آنکھوں سے گر دیکھیں وہ اپنی نوجوانی کو ✤ بہت اچھی نظر آئے بہار باغ عالم سے

مختلف باتیں ہوتی ہیں۔ آدہ گھنٹہ کے بعد مسٹر ڈوسا گئے۔ اور میں جنگلے سے اپنے کمرے میں چلا آیا۔ پانچ منٹ کے بعد مس صاحبہ میرے پاس آئیں۔ اسوقت میرے دلکی عجیب حالت تھی۔ چہرہ غصہ کیوجہ سے سرخ ہوگیا تھا۔ آنکھوں میں خون چڑھ آیا مس صاحبہ نے آتے ہی پوچھا کیسی طبیعت ہی؟ میں جواب نہ دیا۔ صرف یہ شعر پڑھ دیا۔ **ریاض** ؎

تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام ✤ تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنا

کہنے لگیں "کیا ہیں جو بارک نہیں چلی اسی پر بگڑے ہو" میں نے کہا "یہ میری مجال نہیں جو آپ سے خفا ہوں۔ آپ کی خوشی۔ نہیں گئیں" **ناطق** ؎

شبستان میں رہو باغ میں ٹہلو مجھے کون پوچھو ✤ کہ راتیں کسطرح اکثی ہیں دن کیونکر گذرتے ہیں

مس صاحبہ اسوقت میرے پاس آکر کہنے لگیں "میں نے کیا کیا جو خفا ہو بیٹھے **ریاض** ؎

ان حسینوں نے کہا کہ خفا ہو بیٹھے ✤ بات کیا تھی کہ ریاض آپ بُرا مان گئے

میں نے کہا مس صاحبہ اسوقت مجھے نہ چھیڑیے۔ شاید میری زبان سے کوئی کلمہ نکل جائے جو آپ کو بُرا معلوم ہو **انشا** ؎

چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی ✤ تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

مس صاحبہ۔ ابتو تمنے میرے لئے ایک خلش پیدا کردی اب میں ضرور پوچھونگی۔ (گدگداکر) لو اب نہ ہنسو **شوق** ؎

ہنسنا نہیں لاکہ میں ہنساؤن ٭ تم ہی جانا جو گدگداؤن ٭

مین نے جب کچھ جواب نہ دیا تو فارسی مین کہا "یہ اچھا نہین کہ کوئی بات پوچھے اور آپ جواب نہ دین۔ بات کہو کہ دل صاف ہو جائے۔ دمین رہنے سے اور رنج ہوتا ہے"

مین (انگریزی مین) معاف کیجیے گا۔ اگر آپ کی دلشکنی ہو۔ کیونکہ مین آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہون۔ یہ مسٹر ڈوسا کون ہی؟ ڈوسا کے نام پر مس صاحبہ کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ مین نے کہا ہمین بھی معلوم ہو گیا

رشید ؎

کھلگیا حال کا دٹ کا تری اے قاتل ٭ چلتے چلتے تیری تلوار کے رک جانے سے

مگر اسنے اپنے آپ کو سنبھالکر جواب دیا "تم نے کیا سنا؟" مین نے کہا جو کچھ ہوا وہ سنا۔

مس صاحبہ مجھے اس سے (رک کر) کوئی محبت نہین۔

مین ۔ آپ تو اوفلیں کو چاہینگی۔ ہماری کیا غرض۔

تسلیم ؎

مرے پہلو سے وہ کیونکر نجاتی پاس غیرونکے ٭ کسی جا عید ہوتی بھی کہین کہرام ہوتا تھا۔

مس صاحبہ جتنی تمھاری محبت میرے دلمین ہے اتنی اور کسی کی نہین۔

مین "جی ہان جبھی تو آپ میرے ساتھ نہ گئین اور انکے لیے ٹھیرین"

مس صاحبہ ہاے تم کیسے نادان ہو۔ مجھے تمسے تو بے تکلفی ہے۔ اسوقت جو نہ گئی اسکے لیے اب معافی مانگتی ہون۔ اوس سے جو وعدہ کر لیا تھا۔ اگر نہ ٹھیرتی اور تمھارے ساتھ چلی جاتی تو اپنے دمین کیا خیال کرتا"

مین جی ہان درست ہی

مس صاحبہ لے اب زیادہ برہم نہو۔ کہا مان جاؤ

شوق ؎

اتنی نہ کرو رکھائی دیکھو ٭ ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو

بیدل ہو تو آؤ مجھسے دل لو ٭ روٹھے ہوے گلے لگا دل لو

یہ کہکر مجھے عجب بانکی ادا سے دیکھا۔

مین ۔ آج تو میرے دلکو ایسا صدمہ ہو پہنچا ہے کہ عمر بھر نہ بھولون گا۔ ہاے تمام ارمانین خاک ہو گئین۔

صبا ؎

کوہ واندوہ والم ٹوٹ پڑے دل ہو گیا میں ٭ آرزوئیں ہوئیں سب خون برابر کیا

مجھے نہین معلوم تھا کہ آپکے دلمین کچھ اور بھی ہے"

مس صاحبہ ۔ اب بات کو زیادہ نہ بڑھاؤ ۔ ذرا میری طرف دیکھو تو ؎ شوق

جھٹکے کو بڑھا نہ مثل گیسو ٭ اور گیسوں کے بڑھانیوالے

میں ۔ اچھا اپنا وعدہ پورا کرو ۔

مس صاحبہ ۔ ہاں ہاں اقرار کرتی ہوں کہ اب اس سے گفتگو کم کرونگی ۔

میں "جی یہ نہیں وہ کوئی اور بات ہے" ؎ داغ

وعدۂ مہر و وفا یہ تو ہے معمولی بات ٭ ہمسے کچھ اور بھی اقرار ہوئے ہیں کہ نہیں

مس صاحبہ (سوچکر) "ابھی تو نہیں پھر کبھی"

میں "یہ ناممکن ہی ۔ ہماری زندگی اسی پر منحصر ہی ۔ بس آپ جیسے ہم اپنے جینے سے ہاتھ دہوبیٹھے ؎

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید ٭ ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے

اب مجھے آپکی باتوں پر بھروسہ نہیں ۔ کبھی کچھ کہتی ہیں اور کبھی کچھ ؎ نبی حسین

دلکو تسکین تری وعدوں پہ کیونکر دوں میں ٭ جھوٹے وعدے تری سو بار ہوئے ہیں کہ نہیں

مس صاحبہ "افسوس پھر میں کیا کروں"

میں "کچھ نہیں آپ اپنا دل ٹھنڈا رکھیں ۔ ہمارا فیصلہ تو قیامت میں ہوگا ؎ قلق

خدا کے سامنے اپنا تو ہے قلق انصاف ٭ بتوں سے حشر میں ہوگا معاملہ دل کا

مس صاحبہ (ذرا جلکر) "اگر تمہیں مانتے تو تم خود ہی برائی پاتے ۔ دیکھو پچھتاؤ گے"

میں "کبھی نہیں ۔ بس آپ سے اب اور کیا کہوں ۔ ؎ جلیل

تسکین ہمیں لکھی جو کرنا نہیں آتا ٭ دل کو بھی مری جان سنبھلنا نہیں آتا

میں نے جب دیکھا کہ مس صاحبہ اوٹھتی ہی نہیں ہیں تو باہر کا قصد کیا ۔ انھوں نے پوچھا کیا پارک جاتے ہو ۔ میں نے جواب دیا شاید اودھر بھی چلا جاؤں ۔

مس صاحبہ "اچھا تو ہم بھی چلیں"

میں "آپ کی خوشی ۔ مگر میں دو چار جگہہ ہوتا ہوا جاؤنگا ۔"

یہ کہکر میں نے قدم اوٹھایا ۔ تمام راستہ میں وحشت انگیز خیالات آتے تھے ۔ اور دلکو پریشان کرتے تھے ۔ اپنی قسمت کو روتا تھا کہ ہائے کیا سوچا تھا ۔ اور کیا ہوا ۔ آسمان کیطرف دیکھکر بڑے پرحسرت لہجہ میں کہتا تھا ۔ ؎

اوسوقت مجھے بھول نہ جانا فلک پیر نہ جب تجھ سے کسی کی امید برآئے

دو چار سٹرکوں کی خاک چھانکر جلدہی واپس آیا۔ پوشیدہ طور پر میں نے ایک ٹیلیگرام اپنے ایک دوست کو آگرہ میں دیدیا کہ تم مجھکو ارجنٹ ٹیلیگرام دو کہ یہاں چلے آؤ۔ میں سخت بیمار ہوں "

قاعدہ ہے کہ ایسی سنکر سنجیدہ بن بن بیاسے اس کے کہ محبت گھٹے اور زیادہ ہوتی ہے۔ مس صاحبہ نے میرے لئے جھٹ ایک مختصر سی مون لائٹ پارٹی مرتب کرلی۔ انکی ماں بمبئی میں تھیں اس لئے اور بھی آزادی تھی۔ ۹ بجے جلسہ شروع ہوا۔ انکی سہیلیاں اور گویاں آئیں۔ میں نہ جاتا مگر سب نے زبردستی کھینچ لیا۔ ایک تو دل صدمے سے پیکر ایسی محفل میں جانا کسیطرح مجھے پسند نہ تھا۔ مگر مجبور تھا۔ کھانے کے بعد سب سے پہلے مس صاحبہ پلیٹ فارم پر گئیں اور داغ کی یہ غزل گائی ؎

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے

قتل کرڈالو ہمیں یا جرم الفت بخشدو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمھارے سامنے

اک تمھاری چپ سے سو اعجاز دیکھے ہیں تو
دم بخود ہے عیسیٰ مریم تمھارے سامنے

آہ لب پر آئے تھم تھم کر کہ تم گھبرا نہ جاؤ
درد دل میں ہو مگر کم کم تمھارے سامنے

مجھکو اس سرکی قسم اتبک نہ تھی یہ اضطراب
داغ مضطر کا تھا جو عالم تمھارے سامنے

یہ غزل مس صاحبہ نے کچھ اس آن سے گائی کہ دل چھینے لیتی تھی "نکلے دم" پر سینہ کو ہاتھوں سے دبا لینا اور پھر "تمھارے سامنے" پر میری طرف اشارہ کرنا ہائے غضب ڈھاتا تھا۔ دوسرے شعر کو بھی اس غضب سے ادا کیا کہ میرا دل وہ مزہ اتبک نہیں بھولا سر نیچا کرکے پہلا مصرع گانا۔ اور دوسرے پر ہاتھ جوڑکر دو زانو ہونا ستم ڈھا رہا تھا۔ اس کا یہ بار بار بتلانا دوسرونکے دلوں میں کھٹک گیا۔ مس سیتن جی اپنی ہمجولی کسے کہنے لگیں۔ " ذرہی باتی کو دیکھو کس طرح گا رہی ہیں "

ہمجولی مجھے تو رنگ ہی کچھ اور معلوم ہوتا ہے کہیں یہ ————— "

مس سیتن جی مجھے بھی شبہ ہے۔ صورت صاف کہہ رہی ہے

مس صاحبہ جب پلیٹ فارم سے اوتریں میری طرف غور سے دیکھا۔ دیکھکر کچھ

اوداس سی ہوگئیں پاس کی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ اور پھر مجھے دیکھا۔ اُف کہا اور بڑی بے بسی سے سر ہاتھوں پر رکھ لیا۔ **حضرت امیر**

جانے کہ مجھ سے الہی کیا ہے ٭ آج مٹی ہوئی جاتی ہے طبیعت میری

مس لیتن جی نے مس صاحبہ سے کہا "اسے ذری ادھر تو دیکھو۔ میری طرف۔ خوب گاتی ہو"

مس صاحبہ (اوپر کے دل سے) آپکا شکریہ

مس لیتن جی "اُف دل میں برچھیاں چبھو دیں"

اسکے بعد اور بھی غزلیں ہوئیں مگر جو مس ہرفری نے گائی وہ بھی ستم کر گئی۔ غزل کیا تھی موتی جڑے ہوئے تھے۔

ساقیا برخیز درده جام را ٭ خاک برسر کن غم ایام را

ساغر مے درکفم نہ تا ز سر ٭ برکشم این دلق ازرق فام را

گرچه بدنامی ست نزد عاقلاں ٭ مانمی خواہیم ننگ و نام را

دود آه سینهٔ سوزان من ٭ سوخت این افسردگان خام را

صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب

آخرش روزے بیابے کام را

غرضکہ کوئی ساڑھے دس بجے جلسہ تمام ہوا۔ سب اپنے اپنے گھر گئے۔ مس صاحبہ مجھ سے کہنے لگیں۔ "دل کی کدورت دور ہوئی یا ابھی تک وہی تنک مزاجی ہے"

میں بندہ کی یہ مجال نہیں جو آپ سے ناراض ہو۔ اگر ناراض بھی ہوا تو میں آپکا کیا کر سکتا ہوں۔ یہ جملہ میں نے گردن نیچی کرکے کہا۔ کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر میں نے گردن اٹھائی تو بونا غیر ممکن تھا۔

اسپر مس صاحبہ میرے نزدیک بڑھ آئیں اور کہنے لگیں "ہمارا ہی مردہ دیکھے جو مجھ سے نہ بولے" اُف یہ کیا غضب کا تھا۔ اُداس چہرہ سے ایسی بات کا نکلنا ستم ڈھا گیا میں نے کہا "اچھا اوسکی صحبت ترک کردو" میں نے کہا "میں بھی اب صاف ہو گیا" اسپر وہ بہت خوش ہوئیں۔ مسرت کے عالم میں اُچھل پڑیں۔ پھر کہا

"اب رات ہوگئی ہے کیا میں جاکر سو رہوں" یہ کہکر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی - مین بھی عجیب پیچ و تاب میں آکر بستر پر پڑ گیا - اسوقت کی ادا نے میرا دل چھین لیا تھا اور اُف بڑی ڈھٹائی سے

میرا دل بھی کسیقدر صاف ہوگیا لیکن دوسرے دن پھر وہی ناچاقی ہوگئی - صبح کو ڈوسا کے ساتھ یہ سیر کرنیکو پارک بھی گیئں - میں نے دیکھا تو صبر نہ کرسکا - دل پیچ و تاب مین آگیا اور بے چینی حد سے زیادہ بڑھ گئی - دس بجے مکان پر آئیں - میرا مزاج بگڑا رہا کھچے کھچے لفظوں میں پوچھا یا -

اب دس بجے تار آگیا - میں چلا تو بیٹھا ہی تھا - متوحش صورت بناکر انکے پاس گیا اور کہنے لگا - "مجھے اجازت دیجئے کہ جاؤں" پوچھا "کہاں" میں نے ٹیلیگرام دیا - دیکھکر سخت حیران ہوئیں کہنے لگیں "ابا جان نہیں ہیں میں کیسے کہوں"

میں "دوکان چلکر آپ دیکھ لیجئے حساب جانچ لیجئے اور مجھے رخصت کیجئے"

مس صاحبہ (حیرت سے) "تو کیا پھر نہ آؤگے" ؟

میں - "میں فی الحال ٹھیک نہیں کہہ سکتا - اگر میری حالت مجھے اجازت دے گی تو آؤنگا ورنہ یہ میری آخری الوداع ہے"

مس صاحبہ - "افسوس"

مین نے دوکان کی تمام چیزیں سنبھالکر جلدی کی کہ اسی وقت گیارہ بجے کی ٹرین مین چلدوں لیکن دیر ہوگئی - آخرکار رات کی گاڑی میں فرویل (الوداع) کہکر کہدیا اندور کا ٹکٹ لیا - بمبئی جانا کسی وجہ سے مناسب نہ جانا - دو روز اندور مین رہا - یہاں سے اجمیر گیا - ایک روز تاراگڈھ کی سیر کی - اسکی سینری البتہ بہت خوشگوار ہے - دونوں طرف پہاڑ کسیقدر اونچے ہیں - انکے درمیان پانی کی ایک چھوٹی سی دریا رہی ہے جسکے کنارہ پتھریلی زمین پر سبزہ کسیقدر بھلا معلوم ہوتا ہے - آفتاب پہاڑ کی آڑ مین ہے - کرنیں یہاں نہیں پہنچتی ہیں - دلبستگی کے واسطے افسوس کوئی قابل ذکر نہیں - پہاڑی چڑیاں نہیں وتنہائی دیتیں جنکی پیاری آواز سے دل بہلے اور نہ کوئی کھلتی پھول - ہو کا عالم ہے - کالے کالے پتھر دیو سیاہ کی مانند سر نکالے ہیں - سکوت چاروں طرف چھایا ہوا ہے جو طبیعت کو اور اچاٹ بنا رہا ہے - لیکن میری نظروں میں یہ مقام کسیقدر

اچھا ہی کیونکہ اس سے بہتر اور کون مقام ہو سکتا ہی؟ اس مقام پر بیٹھ کر تنہائی میں سبزہ پر بیٹھ گیا اور ہائے اوسی ظالم کا خیال آ آ کر بیچین کرنے لگا۔ دل تھا کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا اور کسی پہلو قرار نہیں پاتا تھا۔ اس جدائی میں غم و غصہ نے ملکر عجب حالت پیدا کر دی تھی۔ بیخودی کے عالم میں اپنے دل سے کہہ رہا تھا۔

"اے کمبخت دل اب تو اس محبت کو چھوڑ۔ دیکھ اس کا پھل کیا پایا - ہائے ملکن بائی میں تجھکو ایسا نہ سمجھتا تھا۔ اُف کیا ستم کیا

غالب ؎
دل دیا جان کے کیوں اسکو وفادار اسدؔ ٭ غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ڈوسا پر الطاف اور ہم پر قہر کی نگاہیں پڑنے لگیں (دلپر جبر کر کے) خیر اچھا ہوا جو کبھی سویرے ہی سبجھے مایوسی کی خبر سنا دی۔ چند دنوں کے بعد اگر معلوم ہوتا تو ہائے کیا ہوتا۔ اُس سے محبت کی تو ہے۔ مگر دیکھنا دونوں میں کتنا فرق ہے۔ آہ مجھے اس کا گلہ رہ گیا کہ تمنے ہم دونوں کا امتحان نہیں لیا ورنہ اس جھوٹی محبت کا پردہ سامنے سے جلد اُٹھ جاتا۔

حجاب ؎
دم امتحان دیکھنا جان دیتے ہیں ٭ ہمیں تجھپہ ہی جان قربان ہو کر

ہائے یہ میرے دلکو کیا ہو گیا جو کسی کل آرام نہیں پاتا۔ اگر یہی حال ہی تو دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے۔ اس کمبخت کی یاد دل سے جاتی ہی نہیں

جلیل ؎
کسقدر گھبرا رہا ہے دل مرا بے ہمنشیں ٭ کاش وہ اک شب ہی پہلو میں آ کر بیٹھتے

اے میرے بخت برگشتہ تو مجھے کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھلانے اور محروم پھرانے کے لئے نکلا ہے۔ اے آسمان تو میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا۔ ہائے یہ اُجڑا ہوا گھر آج کیسا ہولناک معلوم ہوتا ہی

جاوید ؎
یہ کسکی خانہ خرابی دکھائی دیتی ہی ٭ نگاہ یاس سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

مجھے تو اُسی روز جب یہ منحوس ڈوسا آیا تھا معلوم ہو گیا کہ آج میری تقدیر کا پاسا اُلٹ گیا

احسان ؎
غم جدائی میرے لئے اور عیش اوسکے مقدر میں لکھدئے گئے ٭ گمان احسان ہوتا تھا و ہانکی آمد و شد سے ٭ میری تقدیر میں دشمن کی شرکت ہونیوالی ہی

(سنبھل کر) ایں! یہ مجھے کیا ہو گیا جو بہکی بہکی باتیں کر رہا ہوں۔ اُف دل پاش پاش ہو رہا ہے۔ چلو اب باتیں ہی نہ کرونگا۔ تھوڑی دیر تک لیٹا رہا۔ پھر شہر کی طرف چلا۔ راستہ میں ایک دلکش آواز نے اپنی طرف متوجہ کر لیا عجب پاٹ دار آواز تھی

اور عجیب درد انگیز اشعار از خود رفتہ ہو کر کھڑا ہوا غور سے سُنا تو یہ اشعار تھے

ای ساربان محمل بران سوئے مزار یار من - تا دیدہ سازم تکفشان بر قبر آن گل پیرہن

آہی کشد از دل حبان کا ید زمانہ در فغان - ظلمیکہ برمن کرد ازان گرد حجل چرخ کہن

آخر چرا رنجیدۂ از من زما بر چیدۂ - از من چہ خطائی دیدۂ جز بر وفا پیمان شکن

ان شیوۂ یاری نبود این رسم دلداری نبود - طرز وفا داری نبود ای بیوفا پیمان شکن

اور بہت سے شعر سُنے مگر یاد نہ رہے - دل بھر آیا - اللہ نے آواز میں کچھ ایسا اثر دیا تھا کہ کلیجہ پھٹا جاتا تھا - حسرت بھرا غمگین دل لئے گھر آیا اور لیٹ رہا - یہاں میرا جی زیادہ نہ لگا خواجہ صاحب کے مزار کی زیارت کرکے آگرہ چلدیا - یہاں دو روز اپنے ایک دوست کے پاس رہا لیکن سول لائن میں ایک چھوٹا سا بنگلہ کرایہ پر لے لیا - ایک روز جہاں میں تاج محل دیکھ رہا تھا ایک یورپین صاحب میرے پاس سے گذرے - میں نے اوُنھیں اور اوُنھوں نے مجھے غور سے دیکھا - دونوں نئے اور دونوں اجنبی - اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ کہ دونوں مجروح - دونوں کسی کے تیر مژگان کے گھائل - اور کسی بیدادگر کی بیوفائی سے دلچور - ہم دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کے دل کا حال دریافت کر لیا ع

نگاہیں جبکہ دلوں کا پیام دیتی ہیں ٭ زبان سے بڑھکے یہ کمبخت کام دیتی ہیں

اوس نے انگریزی میں میرا وطن اور نام دریافت کیا - جواب دیکر میں نے انکا سبب اس سوال کے پوچھنے کا دریافت کیا - کہنے لگے "کہیں ملکر بیٹھو تو کہیں" یہ کہتے ہوئے ہم دونوں ایک بنچ پر حوض کے بیٹھ گئے - چونکہ ہم دونوں انگریزی پڑھے تھے اس لئے بجائے اسکے کہ ادھر ادھر کی باتیں ہوتیں اصل مطلب کیطرف رجوع ہو گئی - صاحب جنکا نام الفریڈ تھا مجھسے کہنے لگے - "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی کے نرگس بیمار کے والہ و شیدا ہو"

میں :- "مجھے حیرت ہے کہ آپ نے میرے دل کی بات دریافت کر لی"

الفریڈ - آپکے بشرہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کسی پر جان دیتے ہیں - مگر وہ ظلم روا رکھتی ہے -

میں (حیران ہو کر) مجھے نہیں معلوم کہ آپکا مطلب ان باتوں سے کیا ہے -

الفریڈ - مسٹر محمود میں تم کو اپنا رازدار بنائے دیتا ہوں - جیسے تم ہمیں ہو ویسے

ہی میرا کلیجہ غم فرقت اوٹھاتے اوٹھاتے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہی۔ دلکو الجھن سی رہتی ہی۔ اگر مین اپنا حال تمسے کہونگا توکسیقدر تمہارا بھی دل بہلیگا۔ اور میرا بوجھ بھی کچھہ ہلکا ہوگا۔

میں۔ مین آپ کی کہانی بہت دہیان سے سنونگا۔ بیان کیجئے۔

الفریڈ۔ [illegible] میں کلکتہ میں پیدا ہوا۔ اور دارجلنگ مین تعلیم پائی چند روز ہوے کہ میری محبت ایک شوخ لیڈی سے ہوگئی۔ پہلے تو محبت کے پینگ خوب بڑہے۔ دونوں طرف درد و اضطراب دونوں دلوں مین محبت کی دہیمی دہیمی آگ موجود تھی۔ یہ زمانہ مجھے کبھی نصیب نہوا اور شاید اب ہو بھی نہین۔ کیونکہ محبت کا لطف اُسیوقت تک ہی جب دو طرفہ آگ لگی ہو ؎

چاہت کا یہ مزہ ہی کہ دونوں ہوں بیقرار ٭ دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

کچھ دنوں تک ہماری برابر کوئی اور نصیبہ ور کم تھا۔ اس عرصہ مین اگر شاہان یورپ اپنی سلطنت کے عوض مجھسے وہ وقت بدلتے تو مین کبھی نہ راضی ہوتا۔ لیکن یہ محبت جلد بدلگئی اور وہ ایک دوسرے نوجوان کا دم بھرنے لگی۔ میری طرف قہر کی نظرین پڑنے لگین۔ جلانے کے لئے اوس سے چھیڑ چھیڑ کر باتین کرتی اور میری طرف دیکھکر ہنستی۔ آخر مین مناسب موقعہ کا منتظر رہا مین اُسکی جان لینے کی کوشش کرتا تھا۔ اور وہ میری رہی سہی محبت اسکے دل سے نکال رہا تھا امیر ؎

مین اُسکی تاک مین ہون وہ میری تاک مین ہردم ٭ دل بسمل مین قاتل ہی دل قاتل مین بسمل ہے

اتفاق سے ایک روز وہ مجھے میرے بنگلہ کے کنارے ملگیا مین نے اشارہ سے بلایا جب آیا تو دہمکا کر کہا کہ یا تو تم اس سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ اسی وقت سمجھہ لو وہ یہ سنکر ہکا بکا ہوگیا۔ چونکہ نیچر نے اوسمین چالاکی کوٹ کوٹ کر بھردی تھی اُلٹی کہنے لگا۔ مین اب اسکے ساتھ شادی نکرونگا۔ تمھین اختیار ہے چاہے کرو چاہے نہ کرو۔ مین تو یہ چاہتا ہی تھا۔ مناسب جانکر ایک کا عذر یہ لکھا لیا اور اُسے رخصت کیا۔ ادہر تو وہ مجھسے رخصت ہوا اور ادہر اوسکے عزیزون سے باتین بنا کر جھٹ سے انسے اپنے عقد مین لے لیا۔ اب مین تو کچھہ کر نہیں سکتا ہان عدالت سے چارہ جوئی کرونگا۔ وہ بھاگ کر آگرہ مین آئے ہین مین بھی اونکے

پیچھے موجود ہو گیا۔"

انکی بے سروپا تقریر سنکر مجھے ہنسی ضبط نہو سکی۔ پھر میں نے پوچھا۔ اگر عدالت آپ کے خلاف رائے دے تو کیا ہوگا کہنے لگے کہ جسقدر روپیہ اسکی محبت میں خرچ کیا گیا وہ زبردستی لونگا۔ یہ سنکر میں خاموش ہو گیا۔ اور انکی محبت پر افسوس کرنے لگا۔ مجھے ساکت پاکر کہا۔ "کیا یہ مناسب نہیں ہی کہ ایسی عورت سے روپیہ لیں لیا جاوے جو اپنے عاشق کی وقعت ذرا بھی نہیں رکھتی۔" میں نے جواب دیا "جب وہ آپ کا احسان بھول جاتی ہی تو کیا ضرورت ہی کہ آپ اپنا روپیہ نہ لیں"

یہ جواب سنکر وہ خوش ہو گئے۔"

تھوڑی دیر کے بعد مجھسے میرا فسانہ پوچھا اور میں ٹالتا رہا۔ جب زیادہ مصر ہوے میں نے کہا افسوس نہیں بیان کر سکتا ؎

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

انکی صحبت مجھے زیادہ پسند نہ آئی۔ کسی کام کا بہانہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور مکان پر آکر لیٹ رہا۔ میں جب آیا ہوں تو مس صاحبہ کو میری طرف کوئی گمان نہ تھا۔ انھیں میرے واپس آنے کا پورا یقین تھا۔ میں نے جلانے کی غرض سے اور نیز یہ سوچکر کہ اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ایک خط لکھکر ڈالدیا کہ اب آپ آرام سے خوش رہیں۔ آپکا دشمن آپ کے پاس نہیں رہا۔ دور سے دل کھولکر ملئے۔ اس خط نے مس صاحبہ کے دل پر ایک نکیلی سی چوٹ لگا دی۔ رفتہ رفتہ یہ زخم بڑھتا گیا اور کلیجہ میں جا کر ناسور ہو گیا اب تو نہ دن کو چین ہے اور نہ رات کو آرام۔

ایک روز مس صاحبہ تنہا دھوکر بیٹھیں۔ کپڑوں کا بکس کھولا۔ اس میں میری ایک مذکرہ ساری نکلی دیکھکر بے اختیار کلیجہ سے لگا لیا۔ میری محبت امنڈ امنڈ کر آئی اور بیتابی کر کے اپنی گزشتہ بے اعتنائیوں پر دست تاسف ملا۔ یا خوب پھوٹ پھوٹکر روئیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر کر دل کا بوجھ آہوں کی راہ سے نکالا۔ جوش محبت میں اسی ساری کو پہنا۔ حضرت امیر ؎

یاد آتا ہوں کبھی ہیں تو پہن لیتے ہیں ٭ ایک جوڑا میرے جو لوٹین مبارک کہا ہی

لیکن اسکے پہننے سے وہ غم اور دونا ہوا۔ رخسار انکی زرد ہی۔ کلیجہ کی دھڑکن

آنکھون کی نمی - چہرہ کی اُداسی - ان سب کا خیال کر کے اسنے مصلحتاً اوتار کر رکھدی -

ہجران نصیبون سے اگر اسنکے بچھڑے ہوئے پیارون کا حال سوقت پوچھا جائے جبکہ وہ دل ہی دلمیں یاد کر کے خون اشک پی رہے ہیں تو آنسوؤن کی جھڑی فوراً لگ جاتی ہے - خواہ کتنا ہی ضبط کیا جائے اور کتنا ہی سنگدل ہو جائے مگر آنسو ہیں کہ مچل مچل کر نکلے آتے ہیں اور آبدار موتیون کا ہار بنکر کسی کے رخسار تاباں سے ڈھلک ڈھلک کر گود تک بلائیں لیتے ہوئے پہنچ جاتے ہین **شعر**

سوگ میں میرے جو وہ روئیں تو اشکونکی لڑی + موتیون کا گودمین زیور بنے اور ٹوٹ جائے

جسوقت مس صاحبہ نے ساری اُتار کر رکھدی اور سرد آہون سے ٹپکنے ہوئے سینہ میں گرمیان پیدا کر رکھی تھیں - جب دل سے سکت جدا ہوگئی تھی اور روز ہجران کی کالی کالی گھٹائیں سر پر چھا گئی تھین - یہ اس ڈر سے کہ کوئی دیکھکر تاڑ نہ جائے مہتابی پر چڑھکر انیزی چیئر یعنی آرام چوکی پر پڑ گئی - بال بکھرے ہوئے تھے - ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے بلائیں لیتے ہوئے گذرتے تھے اور عنبرین زلف کو پیار سے گالون پر بکھیر کر ایک عجیب قسم کی ہوا پیدا کر رہے تھے - بالون کو سمیٹ کر پیا دیہرا دہر دیکھنے لگتی - اور گویا زبان حال سے کہہ رہی تھی **اشعار**

بچھڑا ای نکہت بادبہاری راہ لگ اپنی + تجھے اٹھکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

یہی شام کا وقت تھا جب انکی ایک البیلی سہیلی آمین - کمرہ میں نہ پایا تو تماشائی پر آگئی کمن بائی نے دیکھا تو چہرہ کا رنگ فق ہوگیا - گھبراہٹ اور جلدی میں ہوش وحواس بھی بجا نہوئے تھے کہ اس نے آتے ہی پوچھا " آج کیا ہوا جو چہرہ اُترا ہے "

مس صاحبہ (بات بنا کر) " تم جو اسوقت آئیں تو مین ڈر سی گئی کہ یا ایزد یہ کون آگیا "

سہیلی " اسقدر ڈرتی ہو ! (بات کا پہلو بدلکر) آج تم سست کیون ہو " ؟

مس صاحبہ " اچھی ہون سست کیون ہوتی "

سہیلی - چہرہ کا رنگ تمہارا دکھ رہا ہے - آئینہ لیکر دیکھو - "

مس صاحبہ (کسیقدر متاثر ہوکر) " ہائے قسمت کو کوئی کیا کرے اپنے برے

6709

لکھے کو روتی ہوں داغ ؎

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی + بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

اس چھوٹی سی عمر میں مجھے کتنے صدمے ہوچکے۔ خدایا ایسی قسمت کسی کی نہو۔"

سہیلی۔ پیاری بائی روتی کیوں ہو؟ اس سے کیا کوئی فائدہ مقصود ہے تو کچھ بھی نہیں۔" ؎

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال + صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

مس صاحبہ "یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ مگر اللہ نے دل بھی تو نرم دیا ہے جہاں رنج و غم کا افسانہ یاد آیا کہ دل بیتاب ہوگیا۔"

سہیلی "پیاری بائی تم اپنا حال مجھ سے کیوں چھپاتی ہو۔ کیا میں تمھاری رازدار نہیں ہوں؟

مس صاحبہ ہائے میں کیا کہوں نہیں معلوم ہے کہ مجھے اس سے اور محمود سے کتنی محبت ہے، اب اوسکا پتہ نہیں نہیں معلوم کہاں ہے۔ میں یہاں بیتاب ہوں۔ زندگی کے دن بھرتی ہوں۔ بس اب اتنی آرزو ہے کہ کہیں ملجائے ؎

دم آخر وہ جو پوچھے اشک صفدر اپنے دامن سے + الہی رحم آتا تو مزاج یار میں آئے

سہیلی "اگر میں تجھ سے کہوں تو برا مانوگی اسلئے بولتی نہیں ہوں۔"

مس صاحبہ (ایک سرد آہ بھر کر) برا ماننے کی کونسی بات ہے۔"

سہیلی نہیں معلوم ہے کہ اس محبت کا کیا نتیجہ ہے۔ دیکھو کوہکن کا کیا حال ہوا۔ لیلی و مجنوں کے تماشے کیسی مصیبتوں سے بھرے ہیں ——— "

مس صاحبہ "آہ! تم کیا کہتی ہو۔ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ اوس کی یاد دل سے بھلادوں ؎

منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو + ناصحا آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو

ہائے تم عشق کی لذت سے ناواقف ہو۔ اسکا مزہ کچھ وہی جانتے ہیں جنکے دل زخمی ہیں ع

عشق کی لذت پوچھو انھیں سے زخم جو کھائے بیٹھے ہیں

سہیلی "پیاری میں عشق کو برا نہیں بتاتی لیکن ذرا اس کا بھی تو خیال کرو کہ

عشق کس سے ہے اور پھر تمھارا مذہب کیا ہوگا۔
مس صاحبہ۔ (بے پروائی کے ساتھ) آہ! تم بھی کیا خیال کرتی ہو **ع**

از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم ÷ من رہم این دیار رندانم مسافرم

پیاری جمال بائی تم سب مجھے برا کہو گی مگر میں کمبخت کیا کروں اس دل کا قصور ہے
اسکی یاد دل سے جاتی ہی نہیں اللہ سے روز دعا کرتی ہوں مگر بے اثر **ع**

مدت ہوئی اثر کا الٰہی نشاں نہیں ÷ کیا قابل قبول ہماری دعا نہ تھی

جمال بائی: "ایک شعر ہم بھی سنا دیں۔ پھڑک اٹھوگی **ع**

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی ÷ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مس صاحبہ۔ ہائے یہ ہجر بھی تو کس مزے کا ہے کہ بس میرا ہی دل جانتا ہے **ع**

کتنے مزہ کا غم ہے امید وصال میں ÷ دل جل کے رہ گیا ہے خوشی بھی ملال میں

جمال بائی "افسوس تمنے پڑا لیا"
مس صاحبہ "اب تم مجھے جلاؤ نہیں جو ہوا ہوا۔ اب کیا **امیر ع**

انھیں دیکھا تصدق کر دیا دل ÷ کسی کو کیا مری آنکھیں مرا دل

جمال بائی "ہائے تجھے یہ کیا ہوا ہے تجھے ڈر ہے کہیں تجھے جنون نہ ہو جائے
دل سنبھال "
مس صاحبہ (دل میں) جب دل قابو میں ہوتا۔ یہاں کمبخت تو
ہے ہی نہیں **جلال ع**

دل ہی اپنا ہے محبت میں نہ دلبر اپنا ÷ ہائے قابو نہیں دونوں میں کسی پر اپنا

افسوس میں کونسی گھڑی اس تھیٹر میں گئی تھی کہ دل دے آئی۔ ہائے میری تقدیر
ہی بری تھی میرا نصیب ہی اچھا نہ تھا **شوق ع**

خط کا سودا نصیب میں تھا ÷ تیکے جینا نصیب میں تھا

ہائے اگر وہ نہ ملا تو کیا ہوگا۔ کیا میں یوں ہی مر جاؤنگی۔ اے میرے پروردگار
تو مجھے اُس سے جلد ملا۔ ورنہ **شوق ع**

باقی رہی یہ بہار تو کیا ÷ بے فصل ملا نگار تو کیا

میرا دل تو ایسا نہ تھا کہ کسی پر جلد آ جائے۔ پھر یہ کیا ہوا۔ اُف جس وقت اسنے مجھے

دیکھا ہی تھا میرے پہلو میں دل نہ رہا امیرؔ
امیر اِن ناز سے ظالم نے دیکھا جب نگاہیں بول اُٹھیں لے گیا دل

"اسی خیال میں غرق تھی کہ جمال بائی بول اُٹھیں "کس خیال میں ہو"

مس صاحبہ - "بائکس" تمھاری نصیحت پر غور کر رہی تھی"

جمال بائی - میرے ساتھ رہا کرو تو جی بہل جایا کریگا - آج رات کو تھیٹر میں چلنا میں بھی چلوں گی - وینس کے سوداگر کا تماشا ہوگا"

مس صاحبہ "میں نے سنا ہے ڈارڈلی تھیٹر میں داخل ہو گئی ؟

جمال بائی "سنا تو ہے مگر تحقیق نہیں"

مس صاحبہ - گانے بجانے کا شوق تھا ہی - صورت بھی اچھی ہے - پھر بھلا کیوں نہ جاتی - تنخواہ بھی معقول ملتی ہوگی -

جمال بائی - "شاید سو روپیہ ہو گئے"

وہ تھیٹر

نگاہ شوق نے کسکی پکار کر یہ کہا
جگہ مری بھی کوئی جلوہ گاہ میں کہ تھی

نو بجنے والے ہیں - تاریکی ہجراں نصیبوں کے لئے بے چینی لئے ہوئے بڑھی آتی ہے - آسمان پر سوائے چند تاروں کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی - پارسی اوپیرا کمپنی کے مکان میں اس وقت قیامت کی چہل پہل ہے حسینانِ جہان اٹھلاتے نظر آتے ہیں - انگلش لیڈیاں رات کی پوشاک پہنے ہوئے چہلیں کر رہی ہیں - سب ننگے سر - بال بکھرے ہوئے - ڈھیلا گون - اُف یہ سادگی ستم ڈھا رہی ہے - اپنے حسن کی تعریف سن سن کر مغرور ہوئی جاتی ہیں - آئینہ میں اپنا عکس دیکھا اور جوش میں آکر اپنی بلائیں آپ ہی لے لیں -

حضرت داغؔ
دیکھ کر آئینہ اترائے کہ ہم بھی کوئی ہیں ۔ اپنی نظروں میں سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

ایک کمسن مس البیلی اداؤن سے اپنے نو عمر عاشق کا دل چھین رہی ہو۔ بیچین عاشق خاموش کھڑا انگشکی لگائے دیکھ رہا ہے۔ زبان سے کوئی لفظ نہین نکلتا اور واقعی ان معشوقون کا رعب کچھ ایسا ہوتا ہی کہ حرف مطلب لب پر آتا ہی نہیں۔

بی محشر ؎

سو تمنا ساتھ لاتے ہیں مگر اے جان من ٭ بھول جاتے ہین تیرے ناز وادا کو دیکھکر

اُٹھتی جوانی ٹھہر ڈھا رہی ہے۔ ظلم آفرین ابھار۔ حسن مین حسن پیدا کر رہا۔ **دعمر** ؎

پیری بن چلے تم تو جوبن پہ آکر ٭ کھین لے اوڑی نوجوانی تمھاری

دو ایک بار اپنے عاشق کی طرف گئی اور مسکرا کر بجلی کی طرح نظروں سے اوجھل ہوگئی ہائے جوانی کا نشہ بھی کیسا ہوتا ہے **ریاض** ؎

کسے رہ عزدرا بتی جوانی کا ہے تم کو ٭ اللہ یہ نشہ تو اُترتا ہی نہیں ہی ٭

گورے گورے بدن پر سفید سایہ ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا جیسے شفاف پانی پر کندنی آفتاب کی تڑپ۔ رنگ پھوٹا پڑتا تھا۔ **ریاض** ؎

اس پھول سے بدن کی لطافت مین کیا کہون ٭ سایہ ہے جیسے بھوئی ہی رنگت گلاب کی

ان باتون کو چھوڑکر ذرا مس صاحبہ کی طرف متوجہ ہوتے۔ مغموم کھڑی ہین جمال بائی جی بہلانے کے لئے باتین کر رہی ہی۔ مگر دل ہی کہ سنبھلتا ہی نہین ہی۔ غم کے آنسو بھی چلے آتے ہین۔ وہ آنسو نہین جو آنکھون کی راہ نکلتے ہین۔ بلکہ وہ آنسو جو آہون کے ذریعے سے تمام تاب و توان نکالے لیے جاتے ہین یکایک اس کے کان مین ایک برقی کشش کی آواز آئی۔ اس نے جی جا بھائی کو کہتے سنا "میرے پاس محمود کا خط آیا تھا۔ احمیر مین ہی۔ لیکن اب آگرہ مین جاکر رہے گا۔"

ایک شخص "کچھ معلوم ہوا انکے دوست کیسے ہیں"

جی جا بھائی "یہ نہین معلوم۔ اب تو شاید وہ آتے بھی نہین"

وہی شخص "کیون"

جی جا بھائی "اُنسے اور سیٹھ جی سے کچھ نہین"

بھی جا بھائی محمود کے بڑے دوستون مین سے ہین جنسے ابتک خط کتابت جاری ہی

یہی وجہ تھی کہ انھیں محمود کے حالات سے ہمیشہ بخوبی خبر رہا کرتی تھی۔ مس صاحبہ انھیں زیادہ نہ جانتی تھیں اس لئے پاس جا کر بولتے جھجکیں۔ جمال بائی نے آہستہ اپنا مطلب بیان کیا اس نے جی جا بھائی کے پاس جا کر نہایت مہذب الفاظ میں کہا۔ "کیا میں آپ سے دو باتیں کرنیکی اجازت مانگ سکتی ہوں؟"

جی جا بھائی "فرمائیے آپ کا کیا کام ہے"

جمال بائی - "مجھے یقین ہے کہ محمود آپ کے دوستوں میں سے ہیں"

جی جا بھائی - "جی ہاں - بلکہ بھائی"

جمال بائی "تو آپ کو اونکے حالات سے پوری پوری واقفیت رہتی ہوگی"

جی جا بھائی (کچھ سوچکر) ہاں کیوں نہیں"

جمال بائی "تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہاں سے اونکے چلے جانے کی کیا وجہ ہے"

جی جا بھائی "اسکے متعلق تو میں کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا ہوں - بس یہی بتا دیتا ہوں کہ انہیں کی رنجشوں نے اُسے نوکری چھوڑنے پر مجبور کردیا - ورنہ وہ یہاں سے کبھی نہ جاتا"

جمال بائی - "آجکل کہاں ہے؟"

جی جا بھائی مجھے اس کے متعلق کچھ زیادہ تحقیق نہیں ہے - لیکن شاید وہ آجکل آگرہ میں ہونگے - کہیے آپکا مطلب کیا ہے"

جمال بائی - محمود کو میں کسقدر جانتی ہوں اونکے چلے جانے سے سب کو حیرت ہے - آزاد ؎

آج آزاد نہیں پاس سنائیں وہ کسے ❊ حال دل کس سے کہیں بات سنائیں کس کو

جی جا بھائی واقعی بڑا ملنسار آدمی تھا - ہر ایک سے دوستی آزاد ؎

*ہوئی تاثیر الفت کی محبت رنگ لائی ہے ❊ وہ فرماتے ہیں الفت اُٹھ گئی آزاد کی دم سے

جمال بائی - "بیشک"

جی جا بھائی "اونکا ارادہ ہے کہ سول لائن میں کوئی مکان لے کر چند دنوں تک میں رہیں گے"

جمال بائی:- "ٹھیک پتہ کیا ہے"

جی جا بھائی:- "آگرہ سول لائن۔ بس یہی لکھ کر خط ڈالدیجئے او چھیں مل جائے گا"

جمال بائی:- "آپ کو شاید میری وجہ سے کچھ تکلیف ہوئی ہو جسکی معافی مانگتی ہوں اور اجازت چاہتی ہوں"

جمال بائی نے آکر مکن بائی کو علیحدہ لیجانا مناسب جانا پھر تمام باتیں جو جی جا بھائی سے ہوئی تھیں کہیں۔

مکن بائی:- "اللہ یہ بے مروتی کہ اسے خط لکھا اور ہمیں پوچھا تک نہیں"

جمال بائی:- "ہاں دیکھو تو سہی۔ ایسے سے اور پھر محبت کرنا"

مکن بائی نے اس جملہ کو نہ سمجھا اس لئے اس نے کہا "ہائے غیر ہو جھے جائیں اور اپنے کی کوئی خبر تک نہ لے"

جمال بائی نے اس جملہ پر ٹوکا۔ "بائی یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ تمھیں کہتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ دیکھو تو اسوقت تم کہاں ہو۔"

مکن بائی:- "ہائے میں کیا کروں دل نہیں مانتا۔ یہی ظالم بے قابو ہے"

شعر

کوئی بیگانہ خو ہو لاکھ یہ اپنا سمجھتی ہے ✻ کہ کچھ ایسا ہو جاتا ہے اثر دل کو محبت میں

جمال بائی:- "ہائے میں تمھیں کیونکر سمجھاؤں۔ ڈرتی ہوں کہ کہیں میں ہی بدنام نہ ہو جاؤں۔"

مکن بائی:- "اچھا ہے تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہے وہی ہو کر رہیگا"

جمال بائی:- تم اسقدر تیں کیوں رہا کرتی ہو۔ دیکھو برے دنوں کے بعد اچھے دن بھی آتے ہیں۔ زمانہ یکساں نہیں رہتا ہے

شعر

نہ داغ یاس سے گھبرا اپنی امید ✻ گلو کے بعد ہوا کرتے ہیں ثمر پیدا

مکن بائی:- بھلا تم میری اس حالت کو دیکھکر کہہ سکتی ہو کہ میں کبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہونگی

شعر حضرت امیر

بے ٹھکانہ شام ہوتی جاتی ہے جنگل میں امیر ✻ ہائے کیا پہونچیں گے منزل پہ ابھی دن ہی نہیں

جمال بائی (چونک کر) چلو اپنی سیٹ پر بیٹھو۔ تماشا شروع ہونیوالا ہے۔"

مکن بائی "جی تو نہیں چاہتا مگر خیر۔"

جمال بائی "پھر جی کیا چاہتا ہے۔ اب اگر یہاں بھی تمھارا جی نہ بہلا تو اسکا کیا علاج۔ افسوس۔ تم اتنی بے قابو کیوں ہوئی جاتی ہو۔"

مکن بائی۔ یہاں تو یہ مجمع دیکھ کر میرا دل مچلتا اور بے قابو ہوا جاتا ہے ؎

مجمع حشر میں گھبرا کے کہا دم میرا ❋ وادی حشر میں ہوتی ہوئی وحشت میری

اب تماشا شروع ہونے والا تھا۔ جمال بائی مس صاحبہ کا ہاتھ دبا کے سیکنڈ کلاس میں گئی جہاں دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

یوں تو تماشہ بے نظیر تھا۔ لیکن جس حصہ نے مس صاحبہ کے دل پر کیا وہ بسینو کے صندوق پسند کرنیکا سین تھا ❋ پھر پورشیا کی اسپیچ "رحم" کے بارہ میں بھی کچھ کم موثر نہ تھی جس وقت اس نے کہا "رحم باران رحمت کی سی خاصیت رکھتا ہے

❋ وینس کے سوداگر کا قصہ اسطرح ہے۔ انٹونیو اور شائلاک دو سوداگر تھے۔ اول شخص عیسائی تھا۔ اور دوسرا مذہب یہود اختیار کئے ہوئے تھا۔ انٹونیو سود لینا گناہ سمجھتا تھا اور شائلاک بغیر سود کے روپیہ قرض نہ دیتا تھا۔ ایک وقت انٹونیو کا ایک دلی دوست بسینو آیا اور ایک سیر لیڈی کے ساتھ شادی کرنے کے لئے اس سے دس ہزار ڈاکٹ (ایک قسم کا سکہ) طلب کئے۔ انٹونیو کے پاس اسوقت روپیہ نہ تھا اسلئے وہ مجبوراً شائلاک کے پاس گیا۔ اور روپیہ چاہا۔ شائلاک نے یہ مناسب موقعہ پاکر ہنسی ہنسی میں کہا کہ آپ ایک نوشتہ لکھدیں کہ اگر فلاں وقت روپیہ نہ ادا کیا جاے تو شائلاک آدھ سیر گوشت آپکے جسم سے کاٹ سکتا ہے۔ انٹونیو اسپر راضی ہوگیا۔ اور ایک وکیل کے سامنے یہ معاملہ طے ہوگیا۔ تو شائلاک نے روپیہ ادا کردیا۔ بسینو روپیہ لیکر شہر بلمونٹ کو جہاں خوبصورت پورشیا رہتی تھی شادی کے لئے گیا۔ یہ ایک مسکین یتیم لڑکی تھی جسنے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرکے جائز طور سے بسینو کے ساتھ عقد کرنے پر رضامندی ظاہر کی اس کا باپ جب مرنے لگا تھا تو تین صندوقچے سونے چاندی اور سیسے کے بنواکر ایک میں پورشیا کی تصویر رکھدی اور ہدایت کردی کہ تیرے چاہنے والے ایک صندوقچہ کو پسند کریں اگر اس میں تیری تصویر نکل آئے تو اوس کے ساتھ تو عقد کرلینا۔ (باقی بر صفحہ دیگر)

بقیہ بر صفحہ ۵۲

جو آسمان سے زمین پر گرتا ہے جسطرح آسمان پانی برسا کر خود بھی صاف ہوجاتا ہے اور زمین کے بخارات دور کرکے اس کا دل ٹھنڈا کردیتا ہے۔ اسیطرح رحم شخص اور جسپر رحم کیا جاتا ہے دونوں کو بیحد خوشی (اور رحیم کو ثواب کی توقع) ہوتی ہے بڑے بڑے بادشاہوں کو چاہیئے کہ وہ رحم سے سلطنت کریں اور اپنی گورنمنٹ کا ایک رکن اسے جانیں تاکہ رفتہ رفتہ خدا کی عنایت اونپر نازل ہو۔"

یہ اسپیچ سنکر مس صاحبہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بڑی بے لسی سے آسمان کو دیکھا اور دل ہی دل میں کسی بچھڑے ہوئے کے ملجانے کی التجا کی۔ آزاد مصرع

کہ جسکی لو ہے لگی دل کو وہ کہیں ملجائے

اتنے میں مس جمال بائی نے پوچھا "تم جانتی ہو پورشیا کا پارٹ کس نے لیا ہے"

مکن بائی مجھے نہیں معلوم۔

جمال بائی "مس اسبشن ہیں۔"

سونے کے صندوقچہ پر یہ کتبہ لکھا تھا "میرا پسند کرنیوالا وہ چیز پائیگا جسے سب چاہتے ہیں" چاندی والے پر "میرا پسند کرنیوالا اسقدر پائیگا جتنا کہ وہ مستحق ہے" اور سیسے والے پر لکھا تھا "میرا پسند کرنے والا اپنی دولت اور جان کھیل رہا ہے" بہتسے امیر ہار ہار کر پھر گئے۔ لیکن اسکے قدیم اور سچے عاشق نے سیسے کا صندوقچہ پسند کیا۔ جس میں سے تصویر نکلی۔ اسی کے ساتھ اسکی شادی ہوگئی۔ لیکن یہ خوشی بہت جلد غم سے مبتدل ہوگئی۔ کیونکہ ادائے قرض کا وقت آگیا۔ اور انٹونیو روپیہ نہ رکھتا تھا کہ اُسے ادا کرے مجبوراً اُسے شائلاک کی سفاکی سہنا پڑی۔ کیونکہ چلتے وقت اس نے بسینیو کو مطلع کردیا تھا۔ جو فوراً اپنے دوست کو دیکھنے کے لئے عدالت میں حاضر آیا۔ پورشیا بھی اپنی لیاقت دکھانے کی غرض سے اپنے ایک عزیز کی سفارش لیکر بطور وکیل کے انٹونیو کی طرف سے گئی۔ چونکہ مردوں کے لباس میں تھی اس لئے کسی نے نہ پہچانا پورشیا نے پہلے رحم کی تعریف بیان کرکے شائلاک سے معاف کردینے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن وہ اپنی ہٹ پر برابر قایم رہا آخرکار پورشیا نے کہا "ازروے نوشت تم آدھ سیر گوشت لے سکتے ہو۔ لو لیکن خیال رہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے۔ ورنہ ازروے قانون دیسی تمھاری تمام املاک ضبط کرلیجائیگی۔ شائلاک اب مجبور تھا۔ آخر اس نے رد کردیا۔

بقیہ برصفحہ دیگر

مکن بائی "اسوقت تو بڑی خوبی سے ایکٹ کر رہی ہین - میرے دل پر بہت ہی اثر پڑ رہا ہے"

اسوقت مِس اسٹیشن کا حال کچھ نہ پوچھئے چست پوشاک پہنے ہوئے نہایت ہی پر درد آواز مین اسپیچ دے رہی تھین اور ظالم شائلاک سے ایک قسم کی شاندار آواز مین کہا

"شائلاک! رحم کر انٹونیو کی جان تیرے قدمون پر پڑی ہے تو بخشدے اور بسینو سے روپیہ لے - لیکن شائلاک اپنی ہٹ پر قایم رہتا ہے بسینو اُن وکیل (پورشیا) سے کہتا ہے کہ اس قانون مین کسیقدر نقص نکالکر اسے بدلدے تاکہ انٹونیو کی جان بچ جائے -

لیکن پورشیا نہایت غرور سے جواب دیتی ہے "قانون جو ایک دفعہ بنگیا وہ کسیطرح نہین بدلا جا سکتا" پورشیا پھر شائلاک سے درخواست کرتی ہے لیکن انکار پاکر کہتی ہے "اے انٹونیو اب تم تیار ہو کہ تمہارے جسم سے یہ گوشت کاٹے" شائلاک چھری

لیکن پورشیا نے کہا ذرا ٹھیرو تمنے ایک عیسائی کی جان لینے کا قصد کیا تھا اسلئے تمہاری جان بھی جائیگی اور تمہاری جان کو کوئی نہین بچا سکتا - سوای صدر عدالت کے" صدر انجمن نے شائلاک کی عاجزی پر اسکی جان بخشی کی لیکن اسکی تمام جایداد ضبط ہوگئی۔

اس تمام واقعہ مین بسینو اور انٹونیو نے پورشیا کو بالکل نہ پہچانا - جب جلسہ برخاست ہوا بسینو نے پورشیا کو وکیل جانکر اسکے احسان کی تعریف کی اور محنتانہ دینا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا اسی حالت مین اس نے بسینو کے ہاتھ مین اپنی شادی کی انگوٹھی دیکھی - اس نے اس انگشتری کی تعریف کر کے یہی مانگی لیکن بسینو نے انکار کر دیا کہ یہ اسکی پیاری بیوی کی نشانی ہے جدا نہین کر سکتا - پورشیا ظاہر مین رنجیدہ خاطر ہو کر جانے لگی کہ انٹونیو کے کہنے سے اس نے مجبوراً اپنی انگوٹھی بھجوا دی

پھر پورشیا بہت جلدی سے اپنے مکان پر واپس آ گئی۔

اب بسینو انٹونیو کو ساتھ لئے اپنے گھر آیا اور بڑی خوشی و خرمی کے جلسے ہوتے اسی اثنا مین پورشیا نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ میری انگوٹھی تمہارے ہاتھ مین نہین دکھائی دیتی کیا کی؟ بسینو نے پہلے تو ٹالا لیکن وہ ایسی باتون مین کب ٹلنے والی تھی - آخر کہہ دیا کہ مین نے اس وکیل کو دی جس نے انٹونیو کی جان بچائی - اسپر پورشیا بہت بگڑی

بقیہ بر صفحہ دیگر

لیکر پڑہتا ہے۔ تمام حاضرین پر خوف سے جھجھک پیدا ہو جاتی ہے۔ بہتو نکی آنکہو ن سے آنسو نکل آتے ہین۔ یکایک پورشیا پڑہتی ہی اور پکار کر کہتی ہی۔

"اے یہودی ذرا ٹھیر۔ اس نوشت مین لکھا ہے کہ تو صرف آدہ سیر گوشت کاٹ سکتا ہی خیر تو کاٹ لے تجھے قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے لیکن یاد رکھہ کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتے" اس فقرہ پر مرحبا اور آفرین کے نعرے گونج اُٹھتے ہین۔

اور مس اسٹن پر گلہ سستے اور پہول نچہاور کئے جا رہے ہین جنہین وہ غرور حسن سے آنکھ اُٹھا کر دیکھتی بھی نہین۔ ~~~

نہ کہے کوئی ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھو ⁂ کسقدر آپکو ہی نرگس بیمار کا پاس

غرضکہ یہ تماشا بڑی کامیابی کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ تماشا ختم ہونے پر انھین ڈوسا ملگیا جو نہین معلوم اسوقت تک کہان تھا۔ مسکرا کر ان دونون سے ملا اور مس مکن بائی سے مخاطب ہو کر کہا "کیا آپ بھی ٹھہر ینگی۔" تو مس صاحبہ کا دل ادہر چلا گیا

ریاض ~~~

کسطرف جائین کسی کو سین کرین کیا دم ٹھہر جسطرف آنکھ اُٹھی جمع ہین مرنے والے

اسوقت طبیعت کچھ ایسی پریشان تھی کہ مس صاحبہ نے صاف طور سے کہدیا۔ "آپ اسوقت نہ بولین۔ میری طبیعت اچھی نہین ہی۔ اور نہ آپ مجھسے اپنے تعلقات زیادہ بڑہا ئین"

اور برہم ہو کر کہنے لگی کہ تم ابھی سے ایسے ہو گئے۔ یہ سنکر انطونیو نے ایک آہ کہینچکر کہا کہ افسوس ان تمام جہازون اور تجارتون کا سبب تباہی ہین۔ پورشیا نے یہ سنکر تمام بہید کہولدیا کہ وہ وکیل بنی ہوئی تھی۔ اور ایسے ایک عزیز پورشیا کو یہ سنکر اوس کی سفارش سے یہ موقع ملا اور بسینو سے انگوٹھی چھین لی ہوئی۔ یہ سنکر سب تعجب ہوئے۔ بسینو اپنی بی بی کی اس لیاقت پر اور بھی اسکا گرویدہ ہو گیا۔ اور انطونیو نے دلی مبارکباد دی۔ پھر پورشیا نے بسینو کو انگوٹھی دیکر ایک خط انطونیو کو دیا جو اتفاق سے اسکے ہاتھ پڑ گیا تھا اس خط کا مطلب یہ تھا کہ ...و کے جہاز جنکی ڈوب جانے کی خبر انطونیو نے سنی تھی۔ دراصل صحیح و سالم ہین۔ اور بہت جلد ساحل پر پہونچا چاہتے ہین۔

آخر مین عاشق معشوق اور دوست کی خوشی مین یہ قصہ تمام ہوتا ہے (مصنف)

یہ کہکر مس صاحبہ آگے بڑھ آئیں اور جلدی جلدی گھر چلی گئیں - پھر جب پہونچیں تو ماں نے دل میں (ظاہر نہیں) کسیقدر رنجیدہ ہو کر کہا اوسکی لڑکی تھیٹر میں جاتی ہے - باتوں باتوں میں کہا جب تمھاری طبیعت اچھی نہیں ہے تم کلب گھر اور تھیٹر میں نہ جاؤ کیونکہ وہاں بیٹھنے سے جی بھاری ہو جائیگا -

مس صاحبہ نے آئندہ اس بات کے خیال رکھنے کا وعدہ کیا اور پھر کوچ پر لیٹ رہیں - اسوقت اونکے دماغ میں وہی خیالات تھے جو تھیٹر میں تماشہ شروع ہونے کے پہلے آئے تھے دل میں کہہ رہی تھیں - صبح ہو تو خط لکھوں - لیکن رات کاٹے نہیں کٹتی تھی - کروٹ بدل بدلکر تارے گنتی تھیں اور عالم خموشان دیکھکر گویا زبان سے کہہ رہی تھیں - داغ ؎

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے ۔ ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

درد تنہائی کی حالت وہ ہوکا عالم - کہیں کسی شجر کا پتا نہیں معلوم ہوتا - ہاں کبھی کوئی دل جلا کسی کی کا تذکرہ یا دکرکے ٹھنڈی سانس بھرتا ہے جسکی یہ سنسناتی آواز دہرکتے ہوے دل کو اور ڈرا دیتی ہے - تارے جھکے ہوے ہیں - اور عالم دنیا کو دیکھ دیکھ کر کہہ اوٹھتے ہیں - کہیں کوئی گلعذار سمٹ بدن چرائے کہیں جا رہا ہے - کسی کی آنکھیں دروازے پر لگی ہوئی ہیں اور ہر وقت ناامیدی چھاجاتی ہے - مگر کسیکا ظالم خیال آکر تسلی دیجاتا ہے کہ - شعر ؎

اب پازیب بجاتے ہونگے ۔ کوئی دم میں آتے ہونگے

ہائے یا مراد مشتاق کے لئے اس سے بہتر اور کون وقت ہو سکتا ہے - عجب وقت ہے اور عجب پیاری اور سہانی گھڑی ؎

ہے اداسی شب ماتم کی سہانی کیسی ۔ جیا نوں میں تارہ بنکے نکلے ہیں منتظر نیوا سکے

گھڑی ایک بجا نیوالی ہے - تاریکی شب دامان تمنا کی طرح بڑھتی جاتی ہے - ہوا کی سنسناہٹ بھولے بھٹکے معشوقوں کے ملایم دلوں کو ڈرا دیتی ہے - مس صاحبہ بے تاب لیٹی ہیں کروٹ پر کروٹ بدلتی ہیں مگر ظالم نیند نہیں آتی - بس ہی ایک کی صورت آنکھوں میں سما گئی کہ نکالے نہیں نکلتی جسکے خیال سے مجروح دن رات کاٹتے ہیں - اور جی بہلاتے ہیں مس صاحبہ نے اسوقت ایک ٹھنڈی سانس لیکر کہا ؎

٦٧٠٩

شب تاریک بیم موج گرداب چنین حائل　　کجا دانند حال ما سبکباران ساحل

پھر آسمان کی طرف درد بھری آواز میں کہا "اے میرے ایزد ——— اسکے سب آنسو نکل آتے ہیں ۔ اور پھر دل ہی دل میں کہتی ہیں ۔ کیا میرے ہی لئے غم بنا یا گیا ہے؟ یہ پیاری باتیں تو مجھ سے نہیں گھٹتیں ۔ ای گوری گورے اصحاب اور اے اونچی اونچی آسمان کے تارو! تم گواہ رہنا اور تم خوب جانتے ہو کہ میں اب تک پاک و صاف ہوں میری عصمت میں اب تک دھبہ نہیں لگا ہے ۔ اور نہ کوئی لگا سکتا ہے ۔ لیکن اب مجھ سے یہ مصائب نہیں برداشت ہوتے ۔ اگر چند روز تک یہی نوبت رہی تو میں زہر کھا کر جان دیدونگی ۔

ہائے محمود! (آنسو مچل مچل کر نکل پڑتے ہیں) اُف تم کیسے ظالم نکلے ۔ مجھ کو تم سے ایسی امید نہ تھی آہ اب تمھاری شکل مدت سے دیکھنے میں نہیں آئی ۔ تم تو ہائے بھولے گئے ۔ مگر تمھاری یاد تا ابد دل سے نہ گئی اور نہ جائیگی ۔ ع دیکھیں

شب فرقت رہا کرتی ہے چتون اوس سیاہ کاکل کی ۔ خدا رکھے سلامت میں بہت خوش ہوں تیرے غم سے تم اگرچہ ابھی تک نہیں بہ سیتے ہو ۔ مگر تمھارا خیال مجھے برابر لگا رہتا ہے ۔ اخگر ع

عدو یہ مہربان وہ سیا اوس مہربان ہمیر ؛ ؛ وہ اوس سے ملتے تھے میں یہ ملتی رہتی ہے ہمسے

ہائے وہ کونسی کم بخت گھڑی تھی جب میں تم سے ملی ہوں ۔ نجانے تم اوسوقت کیا خیال کر بیٹھے ۔ پس تمھارا تو یہ حال ہے کہ ع

عشق ست و ہزار بدگمانی

(کچھ رک کر) ہائے اب کیا ہوگا ۔ اماجان کو تو پورا شبہ ہو گیا ۔ خدا اس ڈوساسے سمجھے جسنے پہلے پاپا کے کان بھر کر ماما کو بھی مجھ سے بدگمان کر دیا ۔ اس سے اور میں شادی کروں؟ یہ کبھی ممکن نہیں ۔ میں مرجاؤنگی ۔ مگر اسے قبول نہ کرونگی ۔

(جوش میں آکر) ماں باپ کی رائے پر میں ہرگز نہ چلونگی ۔ تمام عمر تو مجھے کاٹنا ہے ۔ اونھوں نے کیا ۔ ایسو کھ لیا ۔ او بھی ہو ہے ۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ بچپن سے ۱۵-۱۶ سال تک تو بڑے لاڈ سے پالا اور اب مجھے بے سوچے سمجھے کسی کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کریں ۔!

یہانتک خیال کر کے وہ رک گئی ۔ ایک ٹھنڈی سانس لیکر دل کی گرمی نکالی ۔ اور پھر تھوڑی دیر میں کہنے لگی ۔ ہائے میں تو کہیں کی نہ رہی ۔ اس دل نے مجھے کیسا خراب کیا

درد سے بیتاب ہوکر، اُف اب تو مین نہین برداشت کر سکتی مجہہ مین اتنی طاقت نہین۔
یہ کہتے ہی وہ اُٹھہ بیٹھی۔ اور چارون طرف آنکھین پھار کر دیکھنے لگی۔ پاس کے کوچ پہ اسکی مان لیٹی ہوئی تھین۔ داہنے بائین دیکھا مگر کچھہ نظر نہ آیا۔ بھیانک تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس نے گھڑی پر ہاتھہ رکھا۔ معلوم ہوا کہ ایک بج گیا ہے۔ اب تو جنون اور بڑھ گیا۔ وحشت نے پاؤن پھیلائے۔ دلمین خیال آیا کہ سب کو چھوڑ کر کہین نکل بھاگئے مگر حیا نے دامن پکڑ لیا اور یہ رک گئی۔ پھر آسمان کیطرف دیکھ کر کہا ؎

پروردگار صدمے جو قسمت مین ہین یہ تھے ‏‏ توسے کا اک تو ادیا ہوتا بجائے دل

آخر جب طبیعت بہت ملکان ہوگئی۔ اور کلیجہ ماتم کرتے کرتے تھک گیا تو آنکھین دو گھڑی کے واسطے لگ گئین۔ اور کسی کے خیال نے تھپکیان دے دے کر سلا دیا۔

سینر ؎

آپ گا ڈ ہیں تو سو جاتی ہی قسمت میری ‏ ✤ ساز کے پردے مین کہتا ہے فسانہ کوئی

نیند مین بھی وہی خیالات منفرق صورتون کا جامہ پہنکر آنکھون کے سامنے پھر جاتے تھے آخر اللہ اللہ کرکے صبح ہوئی۔ مرغان خوش الحان چہکنے لگے۔ نسیم سحر نغمہ سرائی کرتی ہوئی آتی ہے۔ اور گدگدا کر سونے والونکو اوٹھا دیتی ہے۔

(از [illegible])

ٹھنڈی ہوا ہی عطر کی باسی ✤ بدلی اوڑھی ہے کالی بلا سی
شمع پہ ہے اک گونہ اداسی ✤ ہار گلے کے ہو گئے باسی
جاگ ذرا او سونے والے

صبح کو مسٹر ڈوسا آئے اور رواج کے موافق مزاج پرسی کی۔ مس صاحبہ نے جواب دیا طبیعت اچھی نہین ہے۔"

ڈوسا۔ آپ کسی ڈاکٹر کا علاج کیون نہین کرتین مین دیکھتا ہون آپ دن بدن مضمحل سی ہوئی جاتی ہین۔ دیکھئے کسقدر نقاہت آگئی ہے۔ کہ ذرا بات کرنا دوبھر ہو گیا ہے"
مس صاحبہ (بہت ہی پست آواز مین جو ناامیدی کے دامن سے لپٹی ہوئی تھی) کچھہ فائدہ نہوگا۔ ✤
ڈوسا" شامپین اور پورٹ✤ استعمال کیجئے۔
مس صاحبہ" یہ تو مین نے عہد کر لیا ہے کہ شراب کبھی نہ پیونگی"

✤ یہ شرابونکے نام ہین۔ مصنف

اتنے میں ڈوسا نے ایک گلدستہ نذر کیا۔ اسپرس صاحب نے ڈوسا کو غور سے دیکھکر کہا

"ڈوسا اب تم مجھسے کوئی امید نہ رکھو"

ڈوسا (اچنبھے کے عالم میں) "کیا کہا"

بائی "اپنے دلسے یہ خیال خام نکال ڈالو"

ڈوسا "میں ابھی تک اس معمے کو نہیں سمجھا کہ آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟"

بائی افسوس تم اتنا بھی نہ سمجھے۔ خیر میں صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ میں تمھاری بیوی کسیطرح نہیں ہوسکتی۔

ان الفاظ کا سننا تھا کہ ڈوسا کے آئے حواس باختہ ہوگئے تہوڑی دیر تک سکتہ کے عالم میں رہنے کے بعد وہ کہنے لگا۔ "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں آپ کے بہت سے بہیدوں سے واقف ہوں۔ کیسے بہید؟ جنکے ظاہر ہوتے ہی اول رسوائی اور ذلت کی بیڑیاں پیروں میں ڈالی جائینگی پھر بہت بری طرح سے تکلیف دے دے کر تمہاری زندگی کا اختتام کیا جائیگا۔ کیا مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ آپ کو ساری شہر میں رسوا کراوں۔ آپ جانتی ہیں کہ میں کون ہوں؟ میری مٹھی میں اسوقت سارا شہر ہے۔ اب بھی کہتا ہوں کہ ذرا سوچکر چلو۔ کل تھیٹر میں تمھارے کہنے کو میں کہیں سمجھا لیکن آج معلوم ہوا کہ اب تمھاری زندگی تمام ہونے آئی ہے۔ میں تم کو وقفہ دیتا ہوں کہ ہر پہلو کو خوب غور سے سوچو ورنہ یاد رکھو بہت پچھتاوگی۔"

بائی (زور دیکر) "میں اپنے ارادے سے کسی طرح نہیں ہٹ سکتی۔ میں نے اپنی رائے ظاہر کردی اب جو ہو سو ہو ع

ہر چہ بادا باد کشتی در آب انداختیم

ڈوسا۔ "نہیں نہیں۔ تم آج خوب سوچ لو پھر کہنا۔ ممکن ہے کہ تم اپنی غلطی یا کم از کم بری راسے واپس لو!"

یہ باتیں جہاں ہورہی تھیں وہ لان ٹینس کا فیلڈ تھا۔ ایک درخت کے پاس دونوں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ خیریت یہ ہوئی کہ انکی ماں اسوقت عبادت خانہ گئی ہوئی تھیں ورنہ غضب ہی ہوگیا تھا۔ آخر بائی نے کہا لو رخصت! "گڈ بائی!" یہ کہکر وہ اپنے کمرے میں آگئیں۔ ڈوسا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ جبکے

بعد وہ بھی چلا گیا۔

بائی کے دل پر بھی اسکی تقریر کا کچھ اثر ضرور ہوا۔ کئی منٹ تک اسکی باتون پر غور کرتی رہی اور آخر کہہ دیا "چاہے جو ہو مین اسکا ہاتھ† کبھی منظور نہ کرونگی۔ اس دل پر کسی کا قبضہ نہین ہوسکتا۔ ایک دفعہ نہیں۔ کئی بار۔ اُسسے زبان دیچکی ہون۔ اب کس منہ سے انکار کرون۔ وہ انسان ہی کیا جسکے قول فعل سے نہ ملتے ہون۔ ہای جسکے لئے یہ تکلیفین برداشت کین۔ رات کا سونا دوبھر ہوگیا۔ وہی نہ ملے۔ آہ میری قسمت کیا بُری ہی جس نے ابھی تک خوشی کا موُنہ نہیں دیکھا۔ اس مین کسی کی خطا نہین یہ صرف میرے پھرے ہوے مقدر کا بل ہی ریاض ؎

دل ہمنے خوب لوٹے دنیا کے سارے رنج و غم ✤ اپنے ڈمن ہم بنے اونکی خوشی کے واسطے

اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کہان جاون۔ اور کسے ڈھونڈون۔ کوئی اپنا نہین دکہائی دیتا۔

اے اجل تو نے بھی افسوس چلایا پہلو ✤ کیون نہ آکر شب فرقت مین خبر لی دلکی

کچھ دیر ٹھیر کر ڈوسا کو ایک خط لکھا۔

خط

"مسٹر ڈوسا۔ تمنے جو مجھے اس عرصہ مین جو تحفہ تحائف بھیجے تھے وہ مین واپس کرتی ہون۔ مین نے انھیں ہاتھ تک نہین لگایا۔ اگر کوئی چیز کم ہو تو اوسکی قیمت لکھ بھیجو تاکہ اسکا روپیہ بھیجا جاسے۔ کیونکہ مجھے تمسے کوئی تعلق نہین اور نہ آیندہ کے لئے امید ہوسکتی ہی۔ ✱
مکن بائی"

خط کے ساتھ ہی وہ تمام چیزین بھی بھیجدی گئین جو وقتاً فوقتاً ڈوسا نے نذر کی تھین۔ ڈوسا پہلے تو واپس کئے دیتا تھا۔ مگر خیال کر کے کہ معاملہ طول کھینچ جائیگا۔ سب چیزین لے لین۔ ڈوسا نے جواب لکھتے وقت کچھ برا بھلا لکھنا چاہا۔ مگر اس ڈر سے کہ وہ کہین اپنی مان کو نہ دکہادے کچھ نہ لکھا۔ اور واقعی کیا لکھتا۔ ریاض ؎

✱ انگریزون مین جب دوستی نہین رہتی تو دوست کی تمام چیزین یا روپیہ واپس کر دیا جاتا ہی اور اگر کوئی بھول گیا تو دوسرا فریق خط لکھکر یا عدالت کے ذریعہ سے اپنی تمام چیزین طلب کرتا ہی۔ یہان اسکی نقل ہی
مصنف

---

† یعنی عقد منظور نہین۔ انگریزی محاورہ ہی۔ مصنف

شکوے گلے کا لطف تعلق کے ساتھ تھا ÷ جب واسطہ نہیں تو شکایت سی کیا غرض

یہ مزے مزے کی عکر رنجیان کچھ اسیدم تک قایم رہتی ہیں جب تک دونوں کیطرفسی محبت کی آنچ دہیمی دہیمی جلکر دریای عشق کو جوش دیا کرتی ہی۔ اور جب دل کے بخارات اوٹھ اوٹھ کر ایک طرف سے (جہاں اب گرمی کم رہگئی تھی) یکایک کسی دوسرے کی دلسے ٹکر کہا کر اوسپر برس پڑتی ہیں۔ اور اسکی مرجھائی ہوئی کلی شگفتہ ہوکر اسکی دید اسکی متوالی ہوجاتی ہے۔ اسوقت اول الذکر کو کچھ کہتے ہوئے پشیمانی ضرور آتی ہے۔ اور وہ گویا زبان دلسے چپکے چپکے کہتا ہے۔ ؎ ع

جب کیا قطع تعلق تو جفا ہین کیسی ÷ جسمے مطلب نہین رہا وہ ستاتے بھی نہین

عام بات ہی کہ جوش جنوں میں انسان کے حواس درست نہین رہتے۔ فضول اور بیج دینے والی باتون کا ہجوم اسقدر بڑھ جاتا ہی کہ دماغ کی کل مین خلل واقع ہوجاتا ہے جسکی وجہ سے وہ اکثر ایسے کام کرنے لگتا ہی جو اخیر مین اوسی کے حق مین سم قاتل ثابت ہوتے ہین۔

یہی حالت اسوقت ڈوسا کی ہوئی جسکے آتش دل کے تیز اور نہ برداشت کرنیوالی گرمی نے اسے راہ راست سے ہٹا کر (میری خوش قسمتی سے) اوسے ٹیڑھے اور خطرناک راستہ پر چلنے کے لئے آمادہ کردیا۔ غصہ مین آکر اس کے پرجوش قلم سے نکلگیا کہ "تم اپنی ہوشیاری رکھو، یاد رکھو تم میری ہوکر رہوگی"۔

واقعی اس خط نے مس صاحبہ کے لئے دوست ناصح کا کام دیا۔ وہ ہوشیار ہوگئیں کہ ڈوسا میرے پیچھے پڑا ہوا ہی۔ اور ذرا سی غفلت پر وہ اسکی عصمت کے پاک و صاف چادر پر بدنامی کی سیاہی کا دہبہ لگا دیگا۔ غرضکہ دونوں کے گرم و سرد مزاج نے مس صاحبہ کو اچھا موقع دیا کہ اسکی آیندہ کی کوششون سے خبردار ہوکر ہوشیار رہا کریں ؎

ہوکے بکلا اوکی ہونہ سہی پر لیا حال رقیب ÷ عمر بھر مین ایک ہی تو ہمسے دانائی ہوئی

غرض ڈوسا کی وجہ سے وہ مجھسے خط لکھنے سے رک گئیں۔ رسات بجی اونکی والدہ آگئیں اور اونسے باتین کرنے لگین۔ اگر کچھ کہتی ہین تو آہستہ آہستہ اور رک رک کر الفاظ تول تول کر۔ اور جانچ جانچ کر نکالتی ہیں کہ کہین کسی کی گرانی مین

چھپے ہوئے درد کی بو ظاہر نہو جائے کیونکہ اسوقت اسکو سب دشمن نظر آتے تھے ؎

بہار مین نظر آتا ہے جابجا صیاد

کھانے کے بعد کوئی گیارہ بجے جب انکی مان سو گئین یہ اپنے کمرے مین آئین ۔ دروازہ بند کرلیا۔ اور پردے ڈالدئے ۔ اُف اسطرح سے وہ خط لکھنے بیٹھی ہین تا خطم درد سے بھرا ہوا تھا۔ جسوقت میں نے پڑھا عشق کی آگ سے کلیجہ جل اُٹھا ہے ریاض

خدا جانے کیا آگ اندر لگی تھی ❊ ہتر دے سے اوٹھا سنگ مدفن کسیکا

ذیل مین اُسی خط کی نقل درج کیجاتی ہے۔

(خط)

کاغذ تھوڑا درد بہت کہو کس بد لکھون بنائے
سا گر مین جل بہت ہی گاگر مین نہین سمائے

باجی ذیر محمود ۔ !

کیا تم مجھسے سچ مچ خفا ہو گئی ہو۔ ہائے کیا تمنے مجھسے بولنے کی قسم کھائی ہے؟ نہین ۔ کبھی نہین ۔ تم تو یہانسے ایسے گئے کہ اپنا پتہ تک نہ لکھا کل ایک ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تم آگرہ مین ہو ۔ خط بھیجتی ہون ۔ للٰہ جواب دینا ۔ مجھے شبہ ہے کہ تمھارے دل مین میری طرف سے کچھہ غبار ہے ۔ اور وہ غبار بالکل بیجا ہے ۔ مین تمھین اسیطرح چاہتی ہون جیسے پہلے ۔ اور تمھاری محبت دل مین روز افزون ترقی کررہی ہے ۔ ہائے تمنے تو محبت کا نام ڈبو دیا ۔ کیا اسی کو محبت کہتے ہین کہ خط نہ لکھیں اور دلکی کدورت بڑہتے دین ؎

بیاری باجی نا لکھی گئے بہت دن بیت ❊ اب دنیا کی ریت ہی مونہ دیکھی کی پریت

میرا حال عجب بے حال ہے کسیوقت تمھاری یاد دل سے نہین جاتی ۔ آنکھوں پھر تمھین کلیجہ مین سمائے رہتے ہو ۔ بلی اختر ؎

غم جاناں نے خوب ساتھ دیا ❊ نہوا یہ جدا کبھی دل سے

ڈیر محمود تم اپنے دل سے برے خیال نکالکر صفائی کرلو ۔ مین تو سچ کہتی ہون

کہ تمھارے سوا اگر کسی اور پر جان دیتی ہوں تو اللہ کرے وہ دل جل جائے - اور
اگر کسی اور کو آنکھیں بھر کر دیکھا ہو تو یہ آنکھیں پھوٹیں ؎

خدا نہ کسی کی اور الفت ہو تو کا نشہ ہو ✤ تمھیں پہ جان دیتے ہیں تمھیں پہ دم نکلتا ہے

تم تو ذرا سی بات پر روٹھ گئے اور ایسے روٹھے کہ اگر تم یہ بُرے خیال رکھنے لگے تو کوئی
تو بہت جلد غم کا مرثیہ سننے میں آئیگا - تم ابھی بالکل ناواقف ہو - عشق کی راہیں
کیا کچھ آسان ہیں - میرا دل ہے کہ ان تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے **حسرت** ؎

تم مری جان نہیں جانتے حالت دل کی ✤ دل لگانے ہی سے کھلتی ہے حقیقت دل کی

روز ہجران کے صدمے کچھ ایسے نہیں کہ کوئی برداشت کر لے - میری قسمت میں تو رونا لکھا ہے
یا بے چینی و اضطرابی ہے - ؎

وہی ہم کو جل بھر کے ملتی ہیں راہیں ✤ جہاں خاک میں دل ملا ہے گئی ہیں

کوئی دم نہیں جاتا کہ میری آنکھوں سے خون کے آنسو تمھاری یاد میں نہ نکلتے ہوں -
اے میرے ایزد میری قسمت کیسی بری تھی اسنے کونسی خطا میں کی ہیں جو یہ تکلیفیں
دیکھائی ہیں **مرزا** ؎

عمر بھر یاس کئے ہم پھر تڑپا کئے ✤ کیا بری تھی ہی فلک قسمت ہماری ہائے ہائے

دل کا یہ حال ہے کہ غم میں گھل گھل کر پانی ہو گیا - بس آہ و زاری سے کام ہے - لیکن کیا مجال
کہ کوئی جان تو جائے یا میری فریاد کوئی تو لے **ناسخ مرحوم** ؎

سیکڑوں آہیں کروں پر وصل کیا آواز کا ✤ تیر جو دیوے صدا ہے نقص تیر انداز کا

تم اگر لاپروائی برتو گے تو بہت جلد سن لو گے کہ مکن بائی زہر کھا کر یا کلوروفارم
سونگھ کر مر گئی ؎

محبت کا دل پر اثر دیکھ لینا ✤ اجڑتا ہے یہ گھر کا گھر دیکھ لینا

کون مکن بائی ؟ جسے تم کسی زمانہ میں چاہتے تھے - اسکا ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے
آنکھوں اور ہونٹوں سے لگاتے تھے - میرے مرنے سے شاید تم کو کوئی رنج نہ ہو -
لیکن مجھے شبہ ہے کہ جس وقت میری موت کی خبر تمھارے کان سنیں گے - کوئی آنسو آنکھوں سے
ضرور نکل آئیگا - اور دل سے کہو گے کہ غم کھانے کا لطف جاتا رہا **مرزا** ؎

جیتے جی آ سکے نہ کہتے مگر اب کہتے ہیں ✤ لذت غم نہ رہی غیر کے مر جانے سے

اگر جوش عشق بہت بیتاب کرے تو میری قبر گلے سے لگا لینا کیونکہ میں مسلمان مرونگی۔ عزیز و اقارب اگر موجود ہوں تو میری عزت کا خیال رہے جانے نہ پائے دیکھو مجھے کہیں بدنام نکرنا سہ

لاش پر اتنا لحاظ ای صاحب ماتم رہے ÷ شرم کے پردہ میں پوشیدہ ہمارا غم رہے

ہائے اگر تم یہاں موجود ہوتے تو مجھے یہ بیقراری کیوں ہوتی۔ تمہاری صورت سے دلکی کلفت دور ہوتی۔ اور رنج و غم پاس نہ آتے۔ دل اکثر گھبرا دیتا ہے اور تمہاری یاد میں کراہتا ہے کمال سہ

وہ جو آتے تو ذرا دلکو تسلی دیتے ÷ اضطراب اور بڑھا جاتا ہی گھبرانے سے

تنہا ہوں اور یہ عالم تنہائی۔ نہ کوئی سہیلی ہے۔ اور نہ کوئی ہمراز ہے کوئی کسطرح دلکو سمجھائے۔ ہائے کوئی اتنا بھی تو کہنے والا نہیں کہ زیادہ مضطرب نہ ہو۔ وہ اب آتے ہیں۔ دلکا درد دور ہوگا اصغر سہ

سبھی تکلیف دیتے ہیں کوئی اپنا نہیں کہتا ÷ وہ آتینگے کبھی تجکو بھی راحت ہونیوالی ہے

بس اب مجھسے لکھا نہیں جاتا۔ صرف یہی عرض ہے کہ تم جسطرح بنے چلے آؤ۔ ورنہ انجام اچھا نہوگا۔ دیکھو دیر نہو۔ نسیم سہ

کا ئو مین نہو اگر ادب ÷ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

سورت
صبح ۳۰ مارچ سنہ ۱۲ع

جینے سے بیزار تیرے مرنیوالی
کمن باتی

خط دیکھتے ہی میرے دل میں ایک قسم کا درد پیدا ہوا۔ محبت نے جوش کھا کر میری حالت دگرگوں کر دی۔ میں اپنی اس حالت کو جو خط کے دیکھنے سے ہوئی ہرگز نہیں بیان کر سکتا۔ سچ تو یہ ہے جس کسی نے دل لگایا ہے وہی خوب جانتا ہے ع

عشق کی لذت پوچھو انہیں سے جو زخم کھائے بیٹھے ہیں

بیتابی میں آکر تار دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن پھر ایک فوری خیال نے اس سے روکا اور میں نے دلمیں کہا کہ اگر انہیں مجھسے محبت ہے تو وہ خود ہی آجائینگی جناب داغ سہ

اتنے سے جذبۂ دل میں تو کھنچکر ہی جائینگے ÷ سہی آہ نہیں مسی اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں

مین پلنگ پر گر پڑا۔ اور دل تھام کر بے اختیار رو گیا۔ داغ ؎

کرنی پڑین فراق مین ہمیں آہ وزاریان ٭ ہاتھونین ساری رات دل ناصبور تھا

آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے۔ کلیجے مین میٹھا میٹھا درد شروع ہو گیا۔ اور مین بائین جانب کروٹ لیکر لیٹ گیا چپکے چپکے غم کے آنسو بہا رہا تھا اور محبت مین بیتاب ہو کر کہہ رہا تھا "کیا مجھے اس سے ملنا نصیب ہوگا۔ خدا اس کو سمجھے جس نے ایسا مجھے حیران کیا۔ ؎

کیا کیا غضب نے وقت مین ستاتا ہے یہ ظالم ٭ کیا جان ہی لیگا دل ناشاد ہماری

آخر جب مین بہت ہی بیچین ہوا تو اٹھکر ٹہلنے لگا۔ اور پھر ایک بار آہ سرد کھینچکر اس زور سے گھونسا اپنے سینہ پر مارا کہ نوکر اندر آگیا اور حال پوچھنے لگا۔ مین نے کہا اچھا ہون تم باہر جاؤ۔ وہ چلا گیا۔ اور پھر مین نے خوب سینہ کوبی کی۔ جب جی ملکان ہو گیا تو نیند آگئی۔ خواب مین پیاری بائی کو دیکھا کہ فاختی ساڑی باندھے برآمدے مین کھڑی ہین مجھسے کہہ رہی ہین۔ " اسوقت کیسی بہار ہے "

مین: "بیشک" ہوا کے جھونکے دیکھئے آپکے ساتھ شوخیان کر رہے ہین "

بائی (منہ پھیر کر) ہمسے ایسی باتین نہ کیا کرو (اتنا کہکر مسکرا دین) امیر ؎

مین نے زلفونکی ثنا کی تو کہا چپ بھی رہو ٭ دم الجھتا ہے اس الجھے ہوئے افسانہ سے

مین: " افسوس ہمسے یہ بے مروتی کہ آنکھ ملانا قسم ہے۔ ریاض ؎

ریاض ان لگے جاتے یہ ہوا حال ٭ گر کے تم سب حسینونکی نظر سے

بائی: کیون جھوٹ بولتے ہو۔ کھلی کھلی مکاریان اور اوپر سے سینہ زوریان۔ اُف رے دیدے!

مین: " ہائے تمنے تو مجھے اسوقت مجروح کر دیا۔ ایک نظر سے۔ مگر پیاری نظر سے دیکھ لو اور دلکی تمام شکایتین دور ہو جاتین۔

مس صاحبہ اس بات پر چڑھ سی گئین۔ اور دوسری طرف جاکر کوچ پر بیٹھ گئین اور کہنے لگین۔ مجھسے نہ بولا کرو۔ مین نے پوچھا کیون؟ کونسی خطا ہوئی جس پر آپ روٹھ گئین۔ آپ دیکھین تو سہی کسطرح ہنس بولتی ہین۔ ہم گدگدا کر بلائین گے۔ ہان ہو جاتے ریاض ؎

ریاض ۔ بابیٹھے تنک کے ذرا مجھسی پھر الگ ہو بیٹھے کچھ کہے سنے بھی بُرا مان جاتی
مس صاحبہ مسکرادیں لیکن ہنسی کو ضبط کر کے کہا۔ "تمنے مجھے کھلونا بنالیا۔ جب دیکھو ہنسی
مذاق"

مین "اچھا آپ ہی بتادیں پھر ہم کسطرح آپ سے بولیں
داغ ؎
یاہ کا نام جب آتا ہی بگڑ جاتے ہو * وہ طریقے تو بتا دو تمھیں چاہیں کیونکر
اتنے میں اُسنے کہا "دیکھو ماما آتی ہیں"۔ میں گھبرا کر اوٹھ بیٹھا۔ آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو
کچھ بھی نہ تھا۔ ؎
شب ماہ تھی مے و جام تھا وہ صنم تھا لطف شباب تھا * کھلی آنکھ مرغ نے دی صدا کہ اُٹھو اُٹھو وہ تو خواب تھا
بہت ہی بے چین ہوا دل بہلانے کیغرض سے اسپکٹیٹر دیکھنے لگا۔

عقل

مین نے اکثر خیال کیا ہی کہ اگر بیوقوف اور عقلمند کے خیالات کھولکر رکھدیتے جائیں
تو انمیں بہت کم فرق نظر آئیگا۔ دنیا میں ہزاروں ایسی باتیں ہیں جن میں دونوں شریک
ہوتے ہیں۔ اگر ایک بیوقوف شامل ہوتا ہی تو ایک عقلمند بھی شریک ہو کر شریک لطف
اوٹھاتا ہی۔ لیکن ان ہر دو میں بڑا فرق یہی ہی کہ عقلمند اپنے خیالات کو جمع کر کے مناسب
موقع پر ظاہر کرسکتا ہی۔ اور بیوقوف یہ نہیں جانتا وہ بغیر سوچے سمجھے بات کرنے کا
عادی ہی۔ یہ بڑا فرق بھی اوسوقت اوٹھ جاتا ہے جب وہ کسی دلی دوست سے
باتیں کرتے ہوتے ہیں۔
ٹلی (اٹلی کا مشہور سیاح) [۱۵] نے ایک نصیحت میں کہا ہی کہ انسان کو دوست کے ساتھ
اسطرح رہنا چاہیے کہ اگر وہ غلبہ بھی پا جاوے تو کوئی ضرر نہ پہونچا سکے اور دشمن سے
اسطرح ملے کہ اگر آخر میں وہ دوست ہو جاوی تو شرمندگی اوٹھانا پڑے۔

---

[۱۵] جوزف اڈیسن مشہور فلاسفر انگلستان کا نامی اخبار تھا جس میں اخلاقی و تاریخی مضامین نکلا کرتے تھے۔
مضامین ایسے اعلے اور دلچسپ ہیں کہ اس پرچہ کے سیکڑوں اڈیشن ہو چکے ہیں اور ابھی تک پبلک کی خواہش
ہے۔ اڈیسن مئی ۱۶۷۲ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۷۱۹ء میں ۱۷ سال بالکل ... صبا کی نصیحت کرتا چلا ہے

عقل صرف لفظوں کے ذریعے سے نہیں معلوم ہو سکتی بلکہ تمام دینی اور دنیوی باتوں میں
اسکا اظہار ہوتا ہے ۔ خدا کی یہ کسقدر عنایت ہے کہ جو اوسنے ایک رہنما ہمارے لئے بھیجا
کہ دنیا کے پھندوں سے رہائی دیکر راہ راست پر لے چلے ۔

انسان میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں ۔ لیکن عقل سے بڑھکر کوئی نہیں ۔ یہ عقل
ہی ہے جو تمام باقیماندہ قوتوں کو راہ بتاکر کام میں لگاتی ہے ۔ اسکے نہونے سے
نیکی بھی تو کمزور ہو جاتی ہے ۔ دوسری بات جو عقل کے ساتھ ساتھ آتی ہے تمیز ہے
میرے خیال میں مکار اور عقلمند دونوں اس تمیز کو رکھتے ہیں ۔ لیکن عقلمند ایسے
اچھے کاموں میں استعمال کرتا ہے اور بیوقوف صرف ادنی اور حقارت آمیز
باتوں میں ۔

عقلمند کی تمیز تمیز کہی جاسکتی ہے ۔ لیکن بیوقوف کی تمیز کو ہم مکر کہیں گے ۔ تمیز کے
خیالات ایک وسیع احاطہ کو گھیرے ہوئے ہیں ۔ اور جدھر نظر اوٹھتی ہے عمدہ عمدہ
سینریاں دکھائی دیتی ہیں ۔ لیکن مکر کی جگہہ محدود ہے ۔ تمیز عقل کے کامل ہونے کا ثبوت
ہے ۔ اور مکر عقل کے کم ہونے کا ۔

اول الذکر دنیا کی راہیں بتاتی ہے ۔ اور یہ صرف ایک شخص کے مفید مطلب بات دکھلاتی ہے
مکر جانوروں میں پایا جاتا ہے ۔ لیکن تمیز کا جوہر انسان کی پیشانی پر چودھویں رات کے
چاند کی طرح جگمگاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ہر وقت موت سے ڈرتا ہے ۔ اور اچھے
کاموں کیطرف مائل ۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایکدن وہ اس دنیا سے اوٹھ جائیگا ۔
اور اچھے برے کاموں کا بدلہ دوسرے جہان میں پائیگا ۔ یہ خیال اس کے دل میں جگہہ پاکر
اسے ہمیشہ اچھے کام کرنے کے لئے نصیحت کرتا ہے ۔ یہانتک کہ اسکی امیدیں
ایک لہلہاتے ہوئے باغ کیطرح دکھائی دیتی ہیں ۔ اور اسکی تمام نیکیاں چاروں طرف
مسکراتی نظر آتی ہیں ۔"

یہ مضمون تمام کرتے کرتے میرے دل میں بھی وہی تڑپا دینے والا خیال آگیا اور میں
بےچین ہو گیا ۔ ہائے عجب عالم تھا ۔ خدا یہ دن کسی دشمن کو بھی نہ دکھلائے ؎

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

تیسرا باب

کامیابی وصل

میر
ہاتھ رکھا مرے سینہ پہ جگر تھام لیا
تمنے اسوقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

یہ کہنا کہ جب ایک دل مین درد ہوتا ہی دوسرے کو ذرا بھی تکلیف محسوس نہین ہوتی جھوٹ نہین تو کیا ہے۔ کوئی ایسا فلاسفر نہین جو ثابت کردے کہ "عشق" ایک ہی طرف سے ہوتا ہے۔

جب مین نے مس صاحبہ سے الوداع کی تھی تو دل پر بہت ہی جبر کیا تھا۔ اُنکے ظلم اونکی سرد مہریان یاد کرکے دل مایوس ہوگیا تھا۔ اور مجھے بالکل امید نہین رہگئی تھی کہ اونکے ظالم اور ناخدا ترس دلمین میرے لئے رحم جگہ پاسکیگا۔ بلکہ خیال تہا کہ وہ مجھے جلا جلاکر مارنے پر مستعد بیٹھی ہین۔ مین اسلئے کو تو چلا آیا اور اونکی پیارے خیال سے دو چار روز زبردستی پیچھا چھڑایا۔ مگر وہ جادو بھری آنکھین بہت جلد دل مین آکر جگہہ کرنے لگین۔

میر
پلکونکی جھپک کہا کے وہ بت
دل مین نشتر چبھو رہے ہین

اونکی قیامت ڈھانے والی ادا مین مسکراتی ہوئی آتی تھین۔ مین بھاگتا تھا۔ دل کو اودھر متوجہ نہین ہونے دیتا تھا۔ مگر وہ زبردستی دل مین سمائی جاتی تھین حالی نے

عشق کہتے ہین جسے سب وہ یہی ہے شاید + خود بخود دل مین ہے اک شخص سمایا جاتا

اگر مین نے جبراً خاموشی اختیار کی تو منتین کرکے بلوا ہی لیا اور پھر بانکی ادا سے نظر دلدوز کے وار کرنا شروع کردیے اور دل مین میٹھا میٹھا درد پیدا کردیا ؎

اور اک تیر ناک کر مارا + رحم آیا جو اونکو بسمل پر

آڑی ترچھی نظرین پڑنا شروع ہوگئین - اور ہم بڑے شوق سے قبول کرکے اون کی مہربانی پر اترائے جاتے ہین **نوشاد** ؎

لگاتی ہے نگاہ شوخ چھریان + مزے لے لیکے تڑپا خوب سا دل

جسوقت مین نے وہ خط دیکھا زخم جگر بھر آئے اور مین جانے کے لئے تیار ہوگیا - لیکن دوسرے ہی روز مجھے جی جا بھائی کا ایک خط ملا جو دراصل میرے دشمن ڈوسا نے لکھکر ڈالدیا تھا کہ مس صاحبہ ڈوسا کے ساتھ بہت رہا کرتی ہین - اور یہ بھی خبر ہے کہ عنقریب ان دونون کی شادی ہونے والی ہے - ناظرین آپ ہی کہہ سکتے ہین کہ وہ دن کیسا منحوس تھا جب مین نے یہ خط پڑھا دل آگ ہوگیا - آرزوؤن نے مونہ موڑا اور رنج وغم آکر اس ویرانہ کو آباد کرنے لگے - ہائے کیسی قیامت تھی جب میری نظرون کے سامنے یہ سمان گذرا - ایک فوری خیال آیا کہ ؎

پھینکدو کاٹ کے تم نخل تمنا کو امیر + پھول کمبخت مین کوئی نہ کبھی پھل آئی ہے -

اگر اون پر زور نہین نہ سہی - یہ کمبخت دل تو اپنے قبضہ مین ہے - جسکی بدولت یہ دن دیکھنے مین آیا ؎

پھینکدو بیچ کے اسی ہمدم کے پہلو سے اسے + تجھسے قابو نہین دلبر تو ہے قابو اپنا

انہین خیالات کے بعد جب آگ تسلیم ہوئی اور دل کو کسیقدر سکون ہوا تو کہا "ہوا سو ہوا اب محبت نہ کرینگے - اور مس صاحبہ کا نام نہ لین گے - گزشتہ را صلوٰۃ - آئندہ را احتیاط - خدا اس کو سلامت رکھے جس سے طبیعت اپنی بہلی اور آئندہ کی امید ہے **بی بجن** ؎

یہ تسلی کو تو وہ تسکین کو + دل جگر دونون ہین اپنے کام کے

یہی اک بیش بہا چیز تھی جسے لیکر وہ بولتی نہ تھین اسی پر اتنا غرور تھا ؎ **جلیل**

دل کیا اونھین ملا ہے کہ ملتا نہین مزاج + خوش ہین پرائی چیز پہ اترائے جاتے ہین

مگر الحمد للہ اب اونھون نے ناپسند کرکے پھیر دیا۔ **قدر مرحوم**

پھیرے ہین وہ ہمسے خیر بہتر ہم اُنسے اے **قدر** ہین مکدر
ہمین جہان مین نہ تحفہ دیسر نہ اونکو عالم مین کال دل سکا

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسے چھوٹے معاملات مین جگہ کم پاتے ہین اور اگر پاتے بھی ہین تو اونکا اثر بہت جلد مٹ جاتا ہے یا جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے۔ اسی خیال مین جس رات کو مین سو یا تو مجھے معلوم ہوا کہ اونکی محبت کم نہین ہوئی مس صاحبہ مجھسے سوال کرتی ہین لیکن مین جواب نہین دیتا اونھون نے پھر کہا "شاید تمھارے دل سے ابھی تک برے خیال نہین نکلے نجانے دشمن نے کیا کہدیا جو تم مجھسے یون بچتے ہو۔ آخر بولو تو سہی ؎

وہ آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتے مجھکو   کیا جانے کسنے مری جانب سے بھرا ہے

مین (منہ پھیر کر) "بس اب آپ مجھسے زیادہ نہ بولا کرین۔ ورنہ دونون کے حق مین مضر ہوگا"

مس صاحبہ (ذرا مسکرا کر) "ہم تو ضرور بولین گے"

مین "کیا خوب جب مین بات ہی نکرونگا تو آپ کس سے بولین گے"

مس صاحبہ "یقین بولنا پڑے گا۔ کہو" "ہان بولنا پڑے گا"

اسوقت اونھون نے نگاہ ناز سے دیکھکر تڑپا دیا۔ کلیجہ مین درد پیدا ہو گیا۔ اور مین نے گویا اس شعر کا مفہوم ادا کیا **فصاحت** ؎

زیادہ مجھکو تڑپانے سے حاصل   ہنسی بس ہو چکی دیدہ و مراد دل

یہ کہتے کہتے میری آنکھون سے آنسو نکل پڑے جس سے اونکا بھی دل پگھل گیا اور بیخودی کے عالم مین مجھے گلے سے لگا کر میرے آنسو پونچھنے لگین مین ادھر رو رہا تھا اور ادھر اونکی آنکھین ڈبڈبائی ہوئی تھین۔ آنسوون کے ٹھنڈے ٹھنڈے قطرے جب گالون پر پڑے تو آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی میری آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ اور کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔ مجھے اسکی تعبیر یہی سوجھی کہ جی جا بھائی نے یہ خط جھوٹا لکھا۔ اخیر مین جب مین مس صاحبہ سے ملا تو مین نے اس عجیب واقعہ کی خبر سنائی جسکے جواب مین کہنے لگین کہ یہی حالت میری بھی اوسوقت تھی جب جگی تو آنکھین آنسوون سے بھری ہوئی تھین اور کلیجہ بلیون اوچھل رہا تھا ؎

؎ شاید یہ واقعہ بعضون کو محض بناوٹ معلوم ہو۔ لیکن نہین۔ یہ اصلی واقعہ ہے۔ اور اکثر ... کے سلسلہ سے ہی یہ ثبوت کو پہونچا ہے۔ محض فرضی بات نہین ہے۔ راوی

غرض کچھ یہ عجب فکرین دل کو لاحق ہوگئین کہ مین نے مس صاحبہ کے خط کا جواب نہی لکھا بعض وقت انکا خیال آکر تڑپا جاتا تھا اور بعض وقت انکی یاد سے کوسون دور تھی ۔ اسی طرح کئی روز گذرے جب کبھی انکی پیاری تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی تو پیار کر لیتے نہین تو نہ سہی ۔ ایک روز مین علی الصباح مکان سے نکلکر آبادی سے دور چلا گیا ۔ ٹھنڈی ہوا کے خوشگوار جھونکون نے کچھ ایسا لطف دیا کہ غمزدہ دل بہل گیا مزے لے کر پھر رہا تھا ۔ جوش مین جب کبھی آتا تو حمدیہ و نعتیہ اشعار زبان سے نکل جاتے تھے ۔ خصوصاً صاحب خسرو کی غزل ایک درخت سے چمٹ کر مین نے پڑھنا شروع کی عجب بیخبری کی حالت تھی ۔ دونون ہاتھ ایک چھوٹے نیب کے درخت کے حمائل تھے اور سر اوس کے تنہ پر پڑا تھا ۔

اے چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری — ہر چند وصفت می کنم در حسن زان بالاتری
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری — وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر — شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی — تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
عالم ہمہ یغمای تو خلق خدا شیدای تو — آن نرگس رعنای تو آوردہ رسم کافری

خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

یہ شعر کو کئی کئی بار پڑھتا تھا ۔ شیرینی کلام سے زبان مخمار سے بھر رہی تھی ۔ چوتھے شعر کے مصرعہ کو بار بار پڑھتا تھا اور وجد مین آکر جھوم رہا تھا ع

شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

جب یہ مقطع زبان سے نکلا تو یہ عجب حالت طاری ہو گئی ۔ گویا تمام بدن مین آگ لگی ہوئی تھی ۔ اور اس جلتی ہوئی آگ کو بار بار کی دل توڑ دینے والے آہین بھڑکا رہی تھین ۔ گرم گرم آنسو آنکھون کی راہ نکلکر دل کا چڑھا ہوا جوش کم کر رہے تھے ۔
آخر جب جوش کم ہوا تب گھر کی طرف لوٹا ۔ کیونکہ دن چڑھ آیا تھا ۔ آتے وقت سنڈل جنگل کے اس طرف مجھے بیلے کا ایک درخت دکھائی دیا ۔ پھول کھلے ہوئے تھے

نورا انکی خوشہ چینی سے دامان آرزو کو بھرنے لگا اسی حالت میں کسی کافر کے بنیاں نے آکر بھر سے چین کر دیا۔ کسی کے پیارے پیارے نازک ہونٹوں کی یاد نے درپردہ ستم ڈھا دیا۔ اور کسی کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی اوس وقت جو خیال میرے دل میں آیا اُسے ہندوستان کے مشہور شاعر امیر مینائی نے خوب باندھا ہے ؎

تمھارے لب ہیں باغ حسن کے پھول ٭ تبسم کی نازک پنکھڑی ہے

پھولوں کو جمع کر کے مکان آیا۔ راستے میں خیال آتا تھا کہ کاش آج وہ ہوتیں تو پاتے ہاتھ سے۔ مگر وہ کہاں ؟ میں پژمردہ ہو کر آیا اور غمگین ہو کر پھول میز پر رکھ دیے اور خود کھڑا رہا۔ اسی بیخودی کی حالت میں نوکر نے آکر اطلاع دی کہ صبح کو کوئی میم صاحبہ آئی تھیں۔ مگر میرے نہ ہونے سے واپس چلی گئیں۔ پہلے تو میں نے اپنی بیخودی میں سنا نہیں۔ لیکن پھر معلوم ہونے پر خیال دوڑایا کہ کون میم صاحبہ تھیں مگر کچھ نہ معلوم ہوا۔ یہاں نہ مجھے کوئی جانتا تھا اور نہ میں کسی سے واقف تھا۔ پھر بھلا کون آنیوالا تھا۔ کچھ مس صاحبہ کا خیال آیا لیکن اسے ناممکن سمجھکر اور بھی متردد ہو گیا غرض بڑے پس و پیش میں تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے طبیعت کو الجھن زیادہ ہوئی میں نے دل میں کہا "اونہہ کوئی ہو گی " اُسدن دس بجے کھانا کھا کر لیٹ رہا۔ چونکہ آج بہت دور تک سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اس لئے لیٹتے ہی سو گیا۔ غفلت کے پردے آنکھوں پر پڑ گئے۔ اور دماغ و دل کو موقع ملا کہ وہ اپنی تھکن دور کر کے پھر تازہ ہو جائیں غضب کا بے خبر سویا ہوں شاید کبھی نہ سویا ہوں۔ کوئی حد ہے کہ ۱۲ بجے اور اب ایک بجنے والا تھا۔ اور مجھے غفلت گھیری تھی۔

قریب ایک بجے کے جب میں غافل سو رہا تھا اور نوکر برف لینے چلا گیا تھا۔ وہی میم صاحبہ آئیں۔ نوکر غیر حاضر تھا اس لئے اندر چلی آئیں۔ مجھے سوتا پا کر میرے پاس ہی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ چونکہ گرمی بہت تھی۔ ایک ہلکی سی پنکھیا لیکر جھلنے لگیں ٹھنڈی ہوا پاتے ہی میری آنکھ کھل سی گئی۔ اسی حالت میں میں نے "محمود اٹھو " کی آواز سنی۔ ٭

آنکھیں جو کھلیں تو ایک حسن کی دیوی کو اپنے پاس پایا۔ آنکھیں ملکر خوب غور سے

بچ: ۵ تمام شب تھنے روکے کاٹی ابھی نہیں جی بھرا تمہارا ٭ اٹھو جگر دو پہر آیا پڑی ہو بستر پہ بیجان سے ۱۲

دیکھا تو کچھ اور ہی عالم نظر آیا جو قلم سے نہین ادا ہوسکتا - آہ یہ کون تھا ؟
پیاری مس سمن بائی - ؎

تھا خواب مین کچھ لطف نہین اور کسی سے ٭ آنکھین جو کھلین وہ سرِبالین نظر آئی

انگریزی لباس پہنے ہوے نہایت نازوادا سے بیٹھی تھین - مگر اس کے ساتھ ہی چہرے سے محبت کے نہ برداشت کرلنے والی مصیبتون کے آثار عیان تھے -

چہرہ کھلاتے ہوے گلاب کیطرح پژمردہ تھا اوراوسوقت دہوپ کیوجہ سے اور تمتما گیا تھا - مین نے مس صاحبہ کو پہچانا - آداب تسلیم عرض کی اور خاموش بیٹھ گیا - مین نے کن انکھیون سے دیکھا کہ انکا چہرہ اسوقت خوشی سے کھل اوٹھا اور جوش محبت آکر خون تمتا دوڑ دوڑکر پیارے پیارے عارض جانان کی بلائین لینے لگا - ریاضؔ ؎

کہل اوٹھی منہ پہ یہ کس کی شفق شام وصال ٭ چھا گیا آج مرا رنگ تمنا کس پر

نہایت بیتابی سے پیاری بائی نے اوسوقت کہا " محمود تم تو مجھے بہول گئے کیا تمھاری ہی طرح کوئی محبت کرتا ہے ؟ "

اس فقرہ نے مجھپر اثر ضرور کیا کیونکہ درد کی بو آتی تھی اور بناوٹ چھو نہین گئی تھی لیکن مین نے دل پر بہت جبر کیا اور اونکو ہر طرح آزمانے کے لئے یا یون کہئے کہ دل کے پہپولے پھوڑنے کے لئے جواب دیا " جب مجھے آپ سے کوئی امید نہ رہی اور آپ نے محبت کم کردی تو مین نے ملنا ترک کردیا "

بائی " کسطرح ؟ سچ کہنا - تمنے خود جانکر بگاڑ کر شروع کی یا نہین ؟ "

مین معاف کیجئے - اگر مین کسی اور کا نام اسوقت لون - آپ کو اون سے کب فرصت ملتی تھی - کہ کسی اور سے باتین کرین - اون کی ہمسایگی مین دن رات کون رہتا تھا "

بائی - افسوس تم مجھے بیوفا کہتے ہو - کیا صرف اس خطا پر کہ مین ذرا سا سے ملتی تھی - تمھین انصاف سے کہدو کہ کیا مجھے اس سے خالص محبت تھی - تمھاری یاد دل سے بہول گئی تھی " یہ جملہ کچھ اس زور کے ساتھ کہا

٭ ریاضؔ کتنا شوخی کہ کہتے ہین مرے ہوتی ہو ٭ کیون تو قع مٹ گئی کیون آسرا جاتا رہا ٭

کہ میرے دل میں ایک فوری خیال آیا کہ اب شکوہ و شکایت کا دفتر بند کرکے اونکے قدموں پر گر پڑوں اور اُن سے عطا معاف کراؤں۔ مگر جلے ہوئے دل نے ذرا اور چھیڑ دیا۔ میں نے کہا "جبتک جب آپ ڈوسا کا دم بھرنے لگی تھیں تو مجھے کیوں پوچھنے لگیتں۔ مجھے بڑا ثبوت طور پر معلوم ہوا ہے کہ ڈوسا کے ساتھ آپکی شادی ہونیوالی ہے"

بائی (ماتھے پر ہاتھ مارکر) ہائے میرے ایزد۔!! بدنام کرنے والے بھی کیسے ہوتے ہیں۔ خدا وہ دن نہ لائے جب میں اسکے گھر میں دیکھی جاؤں۔ اسکے پہلو کہ میں اسکی بیوی بنجاؤں مجھے موت نصیب ہو۔ محمود! میں نے ان دنوں ڈوسا سے ذرا سی لگاوٹ کی باتیں کیں تو مصلحت سے کیں۔ تمھیں تو افسوس کچھ بھی نہیں معلوم کسی نے پاپا کے کان بھر دئے کہ وہ ایک مسلمان کا دم بھرتی ہے۔ اور عنقریب وہ شادی بھی کرلے گی۔ پاپا کو اسکا کھٹکا ہو گیا۔ اور سچ پوچھو تو کھٹکا ہونے کی بات ہی تھی۔ یہ خلش دور کرنے کی غرض سے اونھوں نے ڈوسا کے ساتھ میری شادی کر دینا مناسب جانا۔ اور اس لئے میرے پاس آنے جانیکو کہا تاکہ اوسکی محبت بڑھ جاوے اور میرے دل کا بھید لے۔ میں نے اوسکی پورے طور سے تشفی کر دی۔ پھر آخر میں اور جھگڑے پیدا ہو گئے۔ جو سب تم نے کہو گی۔ بس یہی میری خطا ہے۔ اسپر جو تم کہو درست ہے"

میں۔ مس صاحبہ کیا جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں سچ ہے؟"

بائی۔ بالکل سچ۔ کیا تمھیں میری باتو پر یقین نہیں؟ کیا میں جھوٹ بھی بولتی ہوں ہائے یہ لفظ کس بھولے پن سے بولے گئے کہ سادگی قربان ہوئی جاتی تھی۔

نوکر ابھی تک آیا نہ تھا کیونکہ پانی برسنے لگا تھا۔ میں اوٹھ کر لیمونیڈ کی دو بوتلیں اور ایک گلاس لے آیا اور مس صاحبہ کے سامنے رکھدیں۔ ایک بوتل خود پی اور دوسری کھولکے مجھے دی۔ ریاض

وہ دست نگاریں سے چھوئیں اور بلائیں ٭ تقدیر یہ ساغر کی ہے قسمت ہو سبو کی

بائی: "تم یہاں کب سے آئے ہو؟"

میں "ایک عرصہ سے مقیم ہوں۔ آپکو میرا پتہ کس نے بتا دیا؟"

اسکے جواب مین بائی صاحبہ نے کچھہ عجب آن سے دیکھا کہ آنکھین جھپکنے لگی تعین جواب مین کہا" میرے دل بیقرار سنئے"

اس انو کھے جواب پر مین مسکرا دیا۔ مین نے کہا" بائی صاحبہ ابھی تک میرا دل اچھی طرح صاف نہین ہوا۔ مجھے شبہ پڑتا ہے کہ جس دل کے لئے آپ کہتے ہین کہ تیری محبت سے زخمی ہے اس مین کسی اور کی جگہہ نہو۔ مین وہی ہون اور وہی میرا دل ہے جسے آپنے قبول نہین کیا تھا"

فصاحت ؎

وہ بولے مجھسے لاؤ تو میرا دل ۔ وہی یہ ہے مرا بھرا ہوا دل

بائی "محمود! تم کیسے بدگمان ہوگئے ہو۔ مجھے تم وہی خیال کرو جیسے پہلے کرتے تھے۔ وہی بائی مین ہون۔ اور وہی محمود تم ہو۔ اگر ہم جدا ہوئے لیکن دل جدا نہین ہوا"

مین (کچھہ موثر ہو کر) آپ سے جدا ہونے کے بعد میرا دل اکثر بیچین رہا لیکن ہمیشہ اسے منا منا کر رکھا۔

بائی " ایک تمھارا دل ہے جو کہا مان جاتا ہے۔ اور ایک میرا دل ہے جو ظالم تڑپنے کے سوا کچھہ جانتا ہی نہین۔ اُف کیسی بیچینی ہوتی ہے۔ جب اس مین درد ہوتا ہے ؎

دل کی مین تڑپ اگر دکھاؤن ۔ بجلی رہ جائے تھرتھرا کر

اسوقت بھی دیکھو بلیون اچھل رہا ہے۔ تم اگرچہ سامنے موجود ہو۔ مگر اس کی سیری نہین ہوتی ؎

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑھائے ۔ مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

مین (نیچی نظر کرکے امتحان کی غرض سے) " وعدہ وفائی آپ کے مذہب مین تو ہے ہی نہین۔ جھوٹ بولنا کوئی گناہ نہین"

بائی " لیکن مین جو اقرار کرتی ہون اُسے پورا کرکے رکھتی ہون ع

وعدہ کرکے مین مکر جاؤن یہ ناممکن ہے

چاہے ادھر کی دنیا ادھر پلٹ جائے لیکن مجال کیا جو میری بات ٹلجائے۔

حضرت بسمل مرحوم ؎

اگر مرے یہ تیغ رانی یہ جرأت انہ چھوڑ جانی ۔ بوفا سے عہد کو شیم کہ بعد مین کیجئے جا رہی

مین:- جی بجا ہے۔ آج مجھے دیکھکر تو بہت خوش ہوئی ہوگی؟"

بائی:- مین نہین بتا سکتی کہ آج کتنا بڑا بوجھ میرے سر سے دور ہوا اور کن کن مصائب کے بعد آج تمھین پایا۔"

امیر

بدقت بحر غم سے کشتی جان جن نکلی + کبھی بیٹھی بیٹھی جھلک کہین بی کہین نکلی

بائی صاحبہ سے ابتک جو باتین مین نے کی تھین وہ نیچی نظر کیے ہوتے ہے۔ آنکھ اُٹھاکر دیکھا نہین۔ کیونکہ انکا رعب حسن اس بیباکی سے کہنے کی اجازت نہ دیتا۔ اسوقت جب بائی اپنی تقریر ختم کر چکین میری نظر بے اختیار ہوکر اونکے گلے مل ہی آئی۔ دلمین ایک قسم کی گدگدی پیدا ہوگئی مجھ سے نہ رہا گیا جھپٹ کے رخ پرنور کا بوسہ لے ہی لیا۔

امیر

شرم کے تو اہی نگہ شوق ہلا ہی لے لے :۔ دیکھ کس ناز سے بیٹھی ہین وہ جوڑا باندھے

اسوقت انکی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہے تھین منہ پھیرکر رومال سے پونچھنے لگین مین نے کہا" پیاری) بائی کیون روتی ہو۔ لو اب مین اپنے دل سے شکوہ و شکایت دور کیے دیتا ہون اب آپ مجھے ویسا ہی خادم جانین جیسا کہ پہلے۔

پانی کے برابر برسنے اور تیز ہوا کے چلنے سے سردی کسی قدر چمک گئی تھی۔ مس صاحبہ انگریزی گون پہنے اور ریشمی بونیٹ (ٹوپی) دیے بیٹھی تھین۔ چہرہ غم سے کمہلا گیا تھا۔ جسپر آنسوون کے گرنے سے ایک عجیب رنجیدہ شکل نکلتی تھی۔ بھولی بھولی صورت ! اور اوسپر یہ ستم !!۔ اسوقت میرا عشق اور بھی بڑھ گیا۔ دل بھر آیا اور کسی طرح دبائے نہ دبتا تھا۔ مین اپنی خطا پر آپ ہی نادم تھا۔ معافی کے واسطے اپنے گھٹنون پر کھڑا ہوکر انسے عرض کیا۔ ہاتھ جوڑ لیے اور سر نیچا کرلیا اور کہا ع

جو چاہو سزا دیجئے سزاوار ہون

اسپر وہ کچھہ نہ بولین۔ بلکہ شرم سے (یا کسی اور وجہ سے جسے مین دریافت نکرسکا) مونہہ پھیر لیا۔ جب مین نے دوبارہ عرض کیا تو ڈبڈبائی آنکھون سے نہایت رقت کی آواز مین رُک رُک کہا:- گنہگار ـــــ تم ـــــ یا ـــــ مین؟

مین ـــــ کون ـــــ ـــــ م معاف ـــــ ف ـــــ کر ـــــ نوا ـــــ لی"

میرا دل اس جملہ سے اور بھی پگھل گیا۔ ضبط نہو سکا۔ اور بے اختیار اونکے قدم پکڑ لیے

اور اپنا سر اوپر رکھدیا اور رگڑنے لگا - اسپر وہ بھی کچھہ اختیار ہوگئین اور سے مجھے
اوٹھا کر سینہ سے لگا لیا -

اے ناظرین ان باتون کو آپ بناوٹ نہ خیال کرین بلکہ انکی سچائی وہی خوب جانتے ہین جنکے دلمین عشق کی آگ بھڑک رہی ہی - وہ بیچارہ افسردہ دل کیا جانے جسکے دلمین عشق کی نہ سہنے والی مگر پیاری گرمی موجود نہین - جنکے دل تازہ تازہ خیالات اور عمدہ عمدہ مضامین سے خالی ہین - اور جنہون نے اس لہلہاتے ہوئے باغ کی عمدہ عمدہ سبزیان (منظر) نہین دیکھے - ع

+ کوچہ عشق کی پوچھے کوئی ہمسے اہن * خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

غرضکہ اب ہم دونون نے ایک دوسرے کے آنسو پونچھے جب مین بائی صاحبہ کے پاس بیٹھا تو مین نے یکایک چونک اوٹھا کہ مس صاحبہ کے بدن مین سردی سے ایکبارگی کپکپی پیدا ہوگئی اپنا ریشمی گلوبند نکالکر انکے گلے مین پہنا دیا لیکن اونھون نے کہا کہ سردی کچھہ زیادہ نہین ہی - پھر مین نے پوچھا کہ آپ کہان ٹھیری ہین "

بائی :- ڈاک بنگلہ مین "

اسوقت کچھہ اور زیادہ باتین کرنا مناسب نہ جانکر مین خاموش رہا کیونکہ ان کے عزیز و اقارب کی جدائی کا داغ جو انکے دلمین ضرور ہوگا میرے پوچھنے سے ورق گل کیطرح پھٹ جاتا - وطن کی محبت - گھر کی یاد سہیلیون کے چہچہے سب آنکھون کے سامنے پھر جاتے - اور رنج دونا کردیتے یہی خیال کرکے کہ کسی وقت یہ خود ہی بیان کرینگی مین نے انکے آنے کے متعلق کچھہ نہ پوچھا جب نوکر آیا تو ڈاک بنگلہ سے انکا اسباب منگا لیا - اور مس صاحبہ میرے پاس رہنے لگین محبت کی پینگ بڑھنے لگی - دونون طرف سے عشق کی آگ بھڑکی - اور ساعت بساعت ترقی کے مدارج طے کرنے لگی - وہی اگلی دلچسپ باتین ہونے لگین - وہی افسانے - ہم اوپر فدا تھے اور وہ ہمین پہلے سے زیادہ چاہنے لگین - ع

شکر ایزد کہ میان من و تو صلح فتاد * حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

واقعی جب لڑائی کے بعد صلح ہو جاتی ہی تو اوس مین کچھہ اور ہی مزہ ہوتا ہی اور میرے خیال مین محبت کا اسوقت تک مزا ہی نہین آتی جب تک آپسمین کوئی جھگڑا نہو

ایسی محبت میں لطف دوچند ہو جاتا ہے۔ اگلی بشیمانیاں یاد کر کے کبھی خطا معاف کرتے ہیں اور کبھی وہ اپنے جور و ستم یاد کر کے کف افسوس ملتے ہیں اور اپنے کئے پر پچھتاتے ہیں۔ غم فراق کی تکلیفیں برداشت کر کے وصال کے لطف لبریز ہو گئے۔ یہی حال اسوقت تھا۔ اگر ہم کوئی بات کہتے وہ فوراً مان لیتیں۔ اور اگر وہ کبھی کچھ فرماتیں تو ہم بسر و چشم قبول کرتے۔ ہائے وہ پیارا زمانہ! وہ زمانہ جس میں ہمیں کسی اور کی فکر ہی نہ تھی۔ جہاں رنج و غم بھٹکنے نہ پاتے تھے۔ بس حضرت ریاض کے ان اشعار کا ہوبہو فوٹو تھا:۔

+ نشہ کے رنگ خوب برسینگے بہار میں ؛ بوتل بغل میں ہوگی تو ہم سبزہ زار میں
اتنی بلائیں لیں کہ مری ہاتھ تھک گئے ؛ گیسو کی کچھ جھلک تھی شب انتظار میں
حسرت ترپ رہی ہے کہیں لوٹتی ہے یاس ؛ ہر دم چہل پہل ہے ہماری مزار میں

دوسرے روز صبح کے وقت برآمدہ میں مس صاحبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ادہر ادہر کی باتیں ہو رہی تھیں کہ میں نے پوچھا: "رسم پردہ کو آپ کیسا جانتی ہیں؟" انھوں نے آنکھیں نیچی کر لیں اور گویا آتی ہوئی ہنسی کو ضبط کر کے بہت ہی بھولے پن سے کہا: "میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

میں "آپ آجکل کی سوشل حالت دیکھکر تو رائے قائم کر سکتی ہیں یا نہیں؟"

بائی - "جہاں اسکی قید نہیں ہے وہاں تو اس کا رواج پانا کچھ غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے اور جہاں اسکی پابندی کا لحاظ ہے وہاں لینے کی ابتدا اٹھ نہیں سکتا۔"

میں اس انوکھے جواب پر مسکرا دیا۔ پھر میں نے مسکرا کر کہا "آپ میرے مطلب کو سمجھیں نہیں۔"

بائی "نہیں سمجھ گئی۔"

میں "اچھا کیا سمجھیں؟"

مس صاحبہ نے آنکھیں نیچی کر لیں کچھ بولنا چاہتی تھیں۔ مگر بولا نہ گیا۔ کئی بار آہستہ آہستہ کھنکار کر گلا صاف کیا اور آخرکار شرم و حیا کو زبردستی دور کر کے نہایت دھیمی محبت کی بھری ہوئی آواز میں کہا: "تمہارا یہ مطلب ہے کہ آیا میں پردہ میں ہوں یا نہیں؟"

مین نے کہا ہان پیاری - میری پیاری باتی بس یہی میرا مطلب تھا -

اسکے بعد جو مین نے دیکھا تو انکا سارا چہرہ عرق ندامت سے تربتر ہوتا ہے مین نے کہا -
"آپ یہ نہ خیال کرین کہ مجھپر ظلم کر کے مجھے گھر کے قید خانہ مین بند کر دیگا - نہین بلکہ مین آپ ہی کی راے پر اس سسٹم (درواج) کو چھوڑتا ہون -"

مس صاحبہ نے ذرا دل کڑا کر کے آنکھین اوٹھائین اور کہا " دیکھا اسلام مین پردہ کی سخت تاکید ہے؟

مین " ہندوستان مین تو پردہ لازمی امر ٹھیر گیا ہے اور بے پردگی بہت ہی بڑے عیبون مین شمار کیجاتی ہے "

مس صاحبہ (مسکراہٹ کی بجلی گرا کر) " میرا جواب دو "

مین - یہ تو مین نہین کہسکتا - قیاس جاتا ہے کہ کوئی شرعی حکم تو ہی نہین - کیونکہ اسلامی ممالک مین عورتین برابر باہر نکلتی ہین لیکن احتیاطاً چہرہ پر نقاب ڈال لیتی ہین -"

مس صاحبہ (کچھ رک کر) " یہ تو بڑا ظلم ہے "

مین " مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ظلم کے نام سے منسوب کرتی ہین -"

مس صاحبہ " تو بہر ایک پر بدگمانی کیسی - پردہ مین تو انھین کو رکھنا چاہیے جنکا چال چلن مشکوک ہو -

مین - اول تو اسی کی مخالفت کرتا ہون - کیونکہ ایسا کرنے سے سوسائٹی مین بہت برائیان پہیل جاینگی - خیر مین آپ کی اس بات کو تسلیم کرتا ہون لیکن یہ فرمائیے کہ جو نیکبخت خاتونین باہر جائینگی - کیا اونپر عوام کی بری نگاہین نہ پڑین گی -"

مس صاحبہ نے کچھ جواب نہ دیا - دوسری طرف دیکھنے لگین - دو ایک منٹ جب اسی حالت مین گذری مین نے سبب پوچھا تو کچھ نہ بولین - پھر ذرا ٹھیر کر کہنے لگین " دیکھو کیا اچھی بہار ہے "

مین " بیشک - اور کل پانی کے برسنے سے گویا درخت نہا دہو گئے ہین "

مس صاحبہ " دیکھنا - اس کلو (کوئل) کی آواز کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے -

مین " اف کیسی جگر خراش آواز ہوتی ہے - بہار کا نشہ اسے متوالا کر دیتا ہے

اور بیخودی میں آ کر کہنے لگتی ہے ؎

بلبل کی بہار میں نہ پوچھو ۔ منہ چومتی ہے کلی کلی کا

مس صاحبہ ۔ "یعنی کونسا جانور پیارا معلوم ہوتا ہے"

اس عجیب سوال پر میں چکرا سا گیا۔ لیکن ذرا دیر میں میں نے کہا " مجھے تو پپیہا پسند ہے۔ ہائے جس وقت وہ مجنونانہ حالت میں ذکر پی کہاں! پی کہاں!! " کی آواز لگاتا ہے۔ دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ میرے تو بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں آپ نے اکثر پچھلے وقت اسکی درد انگیز۔ اور درد انگداز آواز سنی ہو گی اگر آپ متوجہ ہوتی ہونگی تو دل میں ضرور ہو گیا ہو گا۔"

مس صاحبہ (تھوڑی دیر میں) ظہوری نے جو بہار لکھی ہے وہ دیکھی ہے؟"

میں - جی ہاں - کیا خوب لکھی ہے"

اب انھوں نے اسکا ایک آدھ شعر پڑھا۔ ایک شعر ظہوری تو دوسرا حافظ کا کوئی خسرو کا اور کوئی صائب کا - میں نے کہا اگر کوئی غزل گائیں تو اچھا ہوتا - جواب دیا -
" یاد نہیں"

میں نے بڑھکر اپنی باہیں اوٹھا دیں۔ اور کہا کہ اس میں سے کچھ ارشاد ہو۔ مس صاحبہ نے کہا کہ اجنبی ہستی سے حجاب مانع ہے۔ اپنے آدمیوں کو مکان سے علیحدہ کر دو۔ میں نے کہا پردہ سسٹم تو برا ہے۔ اب یہ آواز سے جھجکنا کیا معنی۔ اسپر وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئیں اور کہنے لگیں۔ اچھا چلو۔ اس جھگڑے کو جانے بھی دو ؎

میں بھی جھوٹا میرے دعوے بھی سراسر جھوٹے ۔ تم ہی سچے چلو اب بات کا جھگڑا کیا ہے

میں خاموش ہو گیا۔ انہوں نے بالکل حد کر دی - میں نے پوچھا کیوں؟

مس صاحبہ - "جی نہیں چاہتا"

میں " ہائے یہ بے مروتی"

مس صاحبہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا نہ سنئے گا۔ انہوں نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اور جواب نہ دیا۔

اب میں نے غور سے دیکھا تو انکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور ڈھلک ڈھلک کر رخساروں پر مچلے پڑتے تھے - یہ دیکھ کر مجھ میں ضبط کی تاب نہ رہی بے اختیار اشک

نکل پڑے۔ کچھ دیر تک یہی حالت رہی کہ نہ میرے منہ سے کوئی لفظ نکلا اور نہ اُدھر سے کوئی آواز سنائی دی۔ سکتہ کا عالم تھا۔ دونون کو نہ معلوم تھا کہ کیا وجہ ہے جو یہ حالت طاری ہے۔ آخر جب روئے رو لئے دل کے بخارات کم ہوگئے اور تڑپتے ہوئے دل کو کسیقدر سکون ہوا۔ مین نے کہا۔ "پیاری بائی آپ کیون رو رو کر اپنا جی نڈھال کر رہی ہین" یہ کہکر مین نے آنسو پونچھے۔ اونھون نے رومال لے لیا۔ اور منہ صاف کر کے کہا "کچھ نہین۔ گھر کا خیال آگیا تھا۔ ہائے مجھے آج گھر چھوڑے ہوئے سات آٹھ روز ہوگئے اور مجھے وہانکی کچھ خبر نہین" جگر ؎

کیا مقدر نے دور مجکو وطن سے احباب سے مکان سے ہے ٭ مین ایک سے بیخبر ہون ہمین بھولتے آشیان سے

مین اسکا جواب بھلا کیا دیتا۔ خاموش بیٹھا رہا۔

مس صاحبہ:- "ہائے تقدیر بھی کیا شے ہے۔ میری قسمت کیسی منحوس گھڑی مین بنائی گئی تھی کہ کبھی سکھ نصیب نہوا۔ اب کوئی کیا کرے۔ قسمت ہی مین یہ تکلیف ہو تو کچھ زور نہین چلتا" طاہر ؎

کسی تدبیر سے مٹتے نہین تقدیر کے پیچ ٭ گیسوؤنکی تک سلجھا نہین ہل شانہ سے

ہائے یہ محبت بھی عجیب پیاری شئے ہے کہ دل صدمے سہتا ہے۔ مگر اس کے مزے لیکر کسقدر خوش ہوتا ہے!!" ؎

محبت است کہ دل را ہمی دہد آرام ٭ دگرنہ کیست کہ آرام را ہمی خواہد

مین:- "افسوس اُسدن مین تمہیں مین کیون گیا جس سے آپ کو یہ تکلیف ہوئی یہ اس کمبخت دلکی خطا ہے جو مجھے کہان سے کہان لے گیا" ؎

جگر ہمارے نہ باز آسکے نیاز برداری بتان سے
گئے تھے مسجد نماز پڑہنے ہو بجگئے بتکدہ وہان سے ۔۔

مس صاحبہ:- "بیشک اس مین تمہاری بھی خطا ہے۔ دونونکی آنکھین اس بلا مین ایکدوسرے کو پہنسانے والی ہین" جلیل ؎

؎ لخت دل کہانیکو اور خون جگر پینے کو ٭ یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانہ کو ۱۲

اُڑ نہ ہوگا مراد دل بغیر سفارش کے ٭ ضرور تیری نظر سے نظر ملی ہوگی

میں نے اسکا جواب نہ دیا ۔ تھوڑی دیر میں روئے سخن بدلکر میں نے کہا "حسن بھی کیا شے ہے جسکی بدولت کرشمے ظہور میں آئے"٭

مس صاحبہ اسپر مسکرادیں ۔ اُف وہ رونے دہونے کے بعد مسکرا دینا اور پھر شرم سے گردن نیچی کرلینا کچھ اور ہی قیامت برپا کرگیا ۔ اونکا ان انکھیوں سے دیکھنا تھا کہ دل بیتاب ہوگیا مسکراہٹ نے کلیجہ مسل دیا ۔ ع

یہ تقسیم ہے دل کے ٹکڑے ایک ایک ٭ کچھ تو مسکان نے لئے کچھ اسکے تیور نے لئے

ہائے معشوقوں کی ادائیں بھی کیسی کچھ ہوتی ہیں کہ ہزار بار ادا ہوچکیں مگر پھر بھی نئی ہیں ۔ اور ہر بار نیا لطف دیجاتی ہیں ۔ عشاق اُنکے مژگان سے گھایل ہورہے ہیں ۔ مگر حسرت یہ کہ ایک بار اور وار ہو جائے ۔ اور دل کی تڑپ نکلجائے ۔ کچھ ان اداؤں میں کیسی بلائیں ہیں؟ جو تیر کے دامن سے لپٹی ہوئی ہوں لیکن محبت کی شراب میں ڈوبی ہوئی ہوں ۔ ان اداؤں کا لطف عشاق ہی خوب جانتے ہیں مرے جاتے ہیں لیکن زبان سے دعائیں دے رہے ہیں ۔ کوئی ایشیائی شاعر کیا خوب کہہ گیا ہے ع

سر دم بفرط شوق وصل ہمی شوم ٭ یارب کجا برم لب خنجر ستانے را

اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ جب دوسرا دل بھی عشق کی آگ سے جل رہا ہے تب ہی یہ راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں ۔ اور عشاق ایسی ہی نگاہوں کے عاشق ہیں جو سیدھے دل ہی کا کام کرتی ہیں ورنہ اودھر کوئی متوجہ بھی نہیں ہوتا ۔

اب ناشتہ طیار ہوگیا تھا ۔ میں نے مس صاحبہ سے اندر چلنے کو کہا ۔ کھانے کے بعد مس صاحبہ ایک اخبار اوٹھا کر دیکھنے لگیں ۔ اور میں بھی ایک اخبار پر نظر دوڑانے لگا ۔ مگر جی نہ لگا اپنا اخبار تہ کردیا اور اُسنے کہا "ذرا آواز سے پڑھیئے تاکہ میں بھی سن سکوں"۔ اس سوال سے نہ معلوم اونپر کیا حالت ہوگئی کہ کرسی پیچھے ہٹاکر اخبار سے اپنا موںہ چھپالیا ۔ میں نے کہا کیا آپ کو ذرا بولنا دوبھر معلوم ہوتا ہے؟ اسپر وہ کھلکھلا اوٹھیں اخبار میری طرف پھینکدیا ۔ اور کہنے لگیں ۔ تم ہی پڑھو ۔ میں نے کہا آپ ہی پڑھئے ۔

٭ معشوق ع او حسن عجیب چیز ہے تو ٭ پیارا ہے تو عزیز ہے تو ٭

گلاب وہ کب ملنے والی تھیں جو زبان سے لگ گیا وہی پورا کر کے چھوڑا۔ داغ

جو رہے یا لطف ہی پورا کیا ٭ آپ پیچھے پڑ گئے جس کام کے

شام کے وقت صحن چمن میں کوچ پر مس صاحبہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں بھی وہیں گیا۔ اور حرف مطلب کہنے کے لیے اسی کوچ کی برابر ایک کوچ پر بیٹھ گیا۔

مس صاحبہ آبی لباس پہنے ہوئے تھیں جو ان کے گورے بدن پر بہت ہی کھلتا تھا۔ جوانی کے دن۔ شباب کا ابھار۔ حسن کا نکھار۔ کا فرادائیں ... ملکاتِ حسن کی دیوی بنا دیا تھا۔ شباب کے ساتھ ساتھ جوانی نکھر چلی تھی۔ اور شوخی خون کی طرح بدن میں ناچتی پھرتی تھی۔ ع

گہری ہے اونکی اور بھی رنگت شباب میں ٭ مے سے بھری ہوئی قدح آفتاب میں

بس یہی دل چاہتا تھا کہ کلیجہ میں بٹھا لیجئے۔ ریاض

چشم و دل میں مقام خلوت کے ٭ آ پڑے پر دے میں غفلت کے

تمناؤں کا ہجوم اور حسرتوں کا جھرمٹ دل کو ہاتھوں ہاتھ سنبھالے ہوئے تھے مس صاحبہ نے تکیہ پر کبھی اور کبھی ہر پر سر رکھکر میری طرف دیکھا۔ اس بانکی ادا سے اس کا دیکھنا تھا کہ میں بیتاب ہو گیا۔ بہت ضبط کر کے کہا "اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں"

مس صاحبہ "کیا کہنا ہے" اسکے بعد مسکرا دیں۔

میں "اب صبر کی طاقت نہیں ——————"

اسکے بعد میری زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ خدا جانے کیا ہو گیا جو کچھ بولا ہی نہ گیا ع

ادھر رعب اور ادھر ضعف اب سوال وصل مشکل ہے

مس صاحبہ نے بھی اتنا سنکر آنکھیں جھکا لیں اور شرم و حیا نے آکر جھرمٹ میں لے لیا آخر میں نے دل کڑا کر کے کہا "کیا آپ ارمانوں کو پورا کریں گی" بڑی مشکلوں سے کوئی ایک منٹ میں یہ اتنا سا جملہ زبان سے نکلا۔ میری تو یہ حالت تھی بائی صاحبہ کا حال نہ پوچھئے شرم سے چہرہ تر بتر ہو گیا۔ بائی صاحبہ اگرچہ بے کل بیٹھی ہوئی تھیں۔ مگر شرم اسقدر آئی کہ اٹھ بھی نہ سکیں۔ نظریں جمی رہی۔ جب میں نے کہا "کیا جواب نہ دیجئیگا" تو اور بھی شرم دامنگیر ہوئی۔ اور خاموش ہو رہیں۔

دوبارہ پوچھنے پر کہا "کل"

اب کیا تھا میرا خوف جاتا رہا - اور جی کڑا کرکے کہا "اچھا آپ راضی تو ہین نا"
مگر اونہون نے حیا کی سانس تک نہ لی - بڑے اصرار پر آہستہ سے کہا "ہان"
اتنا سننا تھا کہ مین خوشی کے مارے اپنی جگہ سے اچھل پڑا - ارمانون کو گلے لگا کر
پیار کیا دل ہی دل سینہ جو ایک مدت سے مری ہوئی آرزوؤن سے گورِ غریبان بنا ہوا تھا
وہان بھر خوشی بھری نظر آئی ؛

اس گھڑی خاموشی کی مہر دونون کے لبون پر لگی ہوئی تھی - مس صاحبہ تو گویا بولنے کی قسم
کھائے بیٹھی تھین کسیطرح کوئی لفظ نہ نکلتا تھا اودھر مین خاموش سکتے کے عالم مین
دل اچھل رہا تھا - اودھر وہ پسینہ سے ترشرم مین ڈوبی ہوئی - اوٹھانا بھاری معلوم
ہوتا تھا ؎

نہ کہے کوئی ذرا آنکھ اوٹھا کر دیکھو ؛ اسقدر آپ کو ہے نرگس بیمار کا پاس

جی تو نہین چاہتا تھا کہ انکے پاس سے اوٹھ کر جاؤن لیکن مناسب جانکر (کیونکہ
میرا زیادہ بیٹھا رہنا اونھین شرم کے مارے بھاری معلوم ہوتا تھا) دل پر جبر کا پتھر
رکھکر اوٹھ کھڑا ہوا - اور مکان کے دوسری طرف جا کر اپنی زندگی کے آئندہ حالات
پر غور کرنے لگا -

مگر اس درمیان مین مس صاحبہ کا شعر سلیمان یاد آگیا - مجھے آتے وقت کن آنکھون سے
چھپ چھپ کر مزا دیکھا - اور ایسا لطف ملا کہ آجتک دل نہین بھولا - حضرت
امیر ؎

ہے مرے قاتل کا شہ میلا مزاج ؛ پھیر کر مونہ حلق پر خنجر چلے

نجانے اسوقت مس صاحبہ کے دل مین کیا کیا خیالات آتے ہونگے - امید و بیم کی حالت
اور آزادی کا خیال - پردہ سسم کی ضد - یہ باتین اونکے دل مین ضرور آئی ہونگی
جنکی مہیب صورتین دیکھکر وہ ڈرسی گئی ہونگی - وہ خوب جانتی تھین کہ جہان اونکی
شادی ہر سے ساتھ ہوئی ویسے ہی اونکی یہ تمام باتین ایک حد تک کم ہو جائینگی

؎ نکلتا کیونکر اقرار رکھ لین مغعن ؛

اور دوسری آزادی ہین پاسکتین جیسی کہ اس موجودہ حالت مین ہی۔
دوسرے روز کے انتظار مین میری تمام آرزوئین پہلو مین دبی بیٹھی تھین کہ دیکھئے وہ کب کا وعدہ کرتی ہین۔ اور کیا کیا عہد کوار ہوتے ہین۔
الغرض آخر اللہ اللہ کرکے وہ دن گئی۔ رات گذری۔ اور دوسری صبح ہوئی۔ آج مین کل سے زیادہ بیچین تھا۔ بہت ہی جلد سوکر اوٹھا۔ وضو کرکے نماز ادا کی۔ کلام مجید بھی بہت ہی غائبانہ پڑھ لیا۔ غرضکہ تمام ضروریات سے فارغ ہوگیا۔ مگر مس صاحبہ ابھی تک خواب ناز سے بیدار نہین ہوتین۔ اسپر بیچینی کی حالت کچھ اور ہی ہوگئی کہ دل کو کسی پہلو قرار ہی نہ تھا۔ ہاے کتنا سچ کوئی کہہ گیا ہے ؎

وعدہ وصل چون شود نزدیک — آتش شوق تیز تر گردد

اسدن مس صاحبہ بڑی دیر مین اوٹھین۔ نہا دھو کر جب کپڑے پہن چکین تو مین نے وہ وعدہ یاد دلانا چاہا۔ مگر زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ بس ٹکٹکی باندھے اونھین دیکھ رہا تھا اور اونھین بھی حسرت بھری نگاہ سے اونکا وعدہ یاد دلاکر گویا کہہ رہا تھا ؎ بی بشنو از جان

مرا ارمان نگاہون سے تم خود سمجھ لو — جو کچھ وصل مین مدعا ہے سیکا

مس صاحبہ تو سمجھ گئین۔ مگر اسطرح بیٹھی رہین گویا اونھین خبر ہی نہین۔ مجھے اوسوقت معلوم کیا ہوگیا کہ زبان سے کچھ نہ نکل سکا۔ کاغذ پر لکھ کر اپنا مطلب بیان کیا۔ لیکن کچھ جواب نہ دیا۔ اور اوسی کاغذ کو موڑنے لگین۔ پھر ملگنج کر پھاڑ ڈالا۔ تھوڑی دیر مین آپ ہی بولین۔ تھوڑی دیر مین جواب دیدونگی۔
اب مین اپنے کمرے مین چلا آیا۔ اور جواب کا منتظر تھا۔ کوئی دس منٹ کے اندر مس صاحبہ نے خود لکھکر ایک خط بھیجا جس مین اسطرح سے اپنی رای کا اظہار کیا تھا۔

(خط)

مائی ڈیر محمود! جب مین نے تم سے ایک شب وعدہ کیا تھا ویسا ہی اب بھی جانو لیکن اسکے پہلے مجھے اجازت دو کہ مین مسلمان ہوجاؤن اسلام کی خوبیان میرے دل مین ایک مدت سے جگہہ کئے ہوئے ہین۔ جواب آنے پر مین کچھ اور پوچھنا چاہتی ہون۔
تمھاری۔ فاسفاد مکن بائی

یہ پڑھکر مین نے بیساختہ خط چوم لیا۔ اور پھر فوراً جواب لکھا :-

(جواب)

جان سے زیادہ عزیز۔ پیاری بائی ! مین کسقدر خوش ہون
کہ تم اپنا وعدہ پورا کرنے پر مستعد ہو۔ خدا وہ دن جلد لائے
جب ہم دونون جائز طریقے سے ایک ہو جائین۔ آمین۔

آپ نے بیان کہدو داغ .

عاشق تو تم بھی اپنی زبان سے ؛ کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسی کا
نہایت خوشی کی بات ہے کہ تم اسلام قبول کرنے والی ہو۔
خدا تمھین برکت دے ۔ آمین۔ ثم آمین ۔

تمھارا مطیع "محمود"

خط دیتے مین ہی گیا۔ انھین دیکھا عجب پریشانی کے عالم مین بیٹھی ہوئی تھین مجھے دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوئین۔ اور کچھ گھبراسی گئین۔ مین نے خط دیا۔ جب وہ پڑھ چکین۔ مین نے پوچھا "اب اور کیا کہنا ہی"، اس نے کوئی دو منٹ کے بعد ٹھہر کر انگریزی مین جواب دیا "پیارے محمود! مین کل تک آزاد تھی۔ اور اپنی ہی رائے پر چلتی تھی۔ مگر اب آج سے تمھاری مطیع ہوگئی۔ دیکھو میری باتونکا ذرا خیال رہے۔ اب بہت جلد مین مذہب اور رواج کے مطابق تمھاری ہوگئی۔ لیکن دیکھو۔ یہ محبت کم نہو جائے۔ میری راحت آرام۔ دکھ تکلیف مین تمھارے سوا کوئی اور نہین جو شریک ہو تمھین (آنسو نکل پڑتے ہین) میرے مالک ہو۔ اور مین تمھاری محبت کی وجہ سے بھروسا کرتی ہون۔ تمھاری باتون سے قوی امید ہی کہ یہ محبت اسیطرح قایم رہے گی۔ مین اب کچھ نہین کر سکتی۔ کیونکہ اب اپنے اختیار مین نہین ہون (آنسو نکل آتے ہین) میرا ہاتھ (آنسو پونچھکر) ایک ایسے شخص کے ہاتھ مین جاتا ہے جسکے رسم رواج سے مین ناواقف ہون لیکن خیال کرتی ہون (مجھے غور سے دیکھکر) کہ وہ مجھے پوری آزادی دیگا۔ محمود! دیکھو ان باتون کو بھول نہ جانا ——————"

مین ۔ ہرگز نہین ۔ پیاری بائی ۔ آپ یہ کیا کہہ رہی ہین ۔ آپ میرے دلکی مالک بنکر رہینگی۔ اور مین آپکا ویسا ہی خادم رہونگا۔ جیسا آپکے یہان تھا

آپ کو ہر طرح آزادی ہے۔ اور ہمیشہ رہے گی۔ اور آپ ہی کی خوشی پر میری خوشی منحصر ہے۔ کیا مجال جو وعدہ خلافی ہو۔ قول مردان جان دارد۔
بائی ۔ تمہارے قول پر مجھے کامل بھروسہ ہے۔ مگر دیکھو یہ سب یاد ھی رہے (بیکانک) بہتر ہوگا ایک نوشتہ لکھ لیجائے تاکہ وعدہ خلافی کے وقت دکھا کر صلح ہو جایا کرے اور جھگڑا طول نہ پکڑے۔ **دل ع س**
باہم اک عہدہ فردا پہ نوشتہ ہو جائے ۔ کہ مرے سہو کی ۔۔۔ اور ہے
مین بڑی خوشی سے جس مین آپ کی خوشی ہو وہی منظور ہے۔
مسٹر صاحب نے فوراً ایک کاغذ پر انگریزی مین لکھا ۔
(مندرجہ ذیل باتون کا لحاظ ہر فریق کو ضرور ہوگا)
(۱) دونون کو محبت بڑہانے کے طریقے ہمیشہ برتنا چاہئے۔
(ب) شکر رنجی کی باتین دونون کو ملکر صاف ہونا چاہیے۔
(۲) ایسی باتین اگر ایک سے ملے اور دوسرا متوجہ نہو تو اول فریق پر کوئی الزام نہین آسکتا اور اوسے اختیار ہوگا کہ ایکمرتبہ دوسرے کے خلاف کوئی کام کرے اور قصور وار نہوگا۔
(۳) ہر ایک فریق اپنے حقوق کی حفاظت کرسکتا ہے۔
(ب) مجھے پوری آزادی ہوگی۔
(ج) لیکن مذہبی پابندی کا خیال ہمیشہ مرکوز خاطر رہیگا۔ اگر اس مین کبھی بھول چوک ہو جائے تو دوسرے کو اختیار ہے کہ نہ ماننے کی حالت مین وہ جبر و سختی سے کام لے۔
(۴) حتی الامکان ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوٹے گا۔
(۵) کم سے کم ایک خادمہ میرے (مکن بائی) واسطے ملازم رہے گی۔
(۶) دونون کو ایک دوسرے کی آسایش کا خیال رہے
جو کچھ لکھا ہے اس پر مین ہمیشہ قایم رہونگی۔ اور امید ہے کہ کبھی کوئی غلطی نہوگی آج سے مین پاک اور مقدس مذہب اسلام قبول کرتی ہون۔ اور خدا سے دعا ہے کہ وہ تا دم مرگ اسپر قایم رکھے۔ نوشتہ مکن بائی دستخط مکن بائی

یہ لکھکر میری طرف بڑہا دیا اور خود بھی آنکھیں کرکے کچھ غور کرنے لگیں۔ جب میں پڑھ چکا تو اونھوں نے کہا ایک نوشت ہم بھی لکھ دو۔ میں نے ۳ (ب) میں شنا بڑہا دیا۔ پردہ سسٹم کا لحاظ ہندوستان میں حتی الامکان ضرور رکھنا ہوگا جیسے یہ بھی کچھ مان گئیں۔ اس کے بعد میں نے اونکی طرف کاغذ بڑہا دیا۔ نظر بچی سے اونھوں نے کاغذ اوٹھاکر اپنے صندوقچہ میں رکھ لیا۔

۱۰۵ امیز

رس میں بھی جھجک نہیں جاتی ✣ پھیر کر منہ وہ پان لیتے ہیں

چھٹی شرط دیکھکر کہتے ہیں۔ "خیر میں تمھارے لیئے منظور کرتی ہوں۔ پھر آپ ہی کہنے لگیں

"محمود! اگرچہ تمھارا شک مجھسے بالکل دور ہوگیا۔ اور میرے یہاں چلے آنے کی نسبت تمنے صرف اپنی راست دلی کیوجہ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے حالات تمسے بیان کروں۔ تمھارے چلے آنے کے بعد ڈوسا کی آمد و رفت اور بھی زیادہ ہوگئی۔ اور میں بھی بابا کے ڈر سے ظاہرا برتاو بہت اچھا کرتی تھی جس کے ضمن میں اسکے دل پر یہ بخوبی سمجھا دیا کہ مجھسے تمھارا تعلق کسی دوسری طرحکا نہیں ہے۔ لیکن آخر یہ بات کب تک؟ عشق کو کون چھپا سکتا ہے۔ تاڑنے والے تاڑ ہی جاتے ہیں۔ ڈوسا کو بھی معلوم ہوگیا کہ دل میں کسی کا درد چھپا ہوا ہے جس کے مقابلہ میں وہ کسی اور کو جگہ ہرگز نہ دیگی جونہی اس خیال نے اسکے دل میں جگہ پائی وہ میرے درپے ہوا۔ اور بہت کوشش کی کہ مجھسے بہت جلد شادی ہو جاوے لیکن میں کب راضی ہونے والی تھی۔ فوراً انکار کردیا۔ وہ بہت کچھ دھمکاتا رہا۔ اور اپنی طاقت جتلائی کہ وہ بابا سے کہکر مجھے گھر سے نکلوادیگا لیکن اپنی بات سے نہ ٹلی اودھر اوس نے بھی بابا کے کان خوب ہی بھر دئے۔ تمھارے چلے آنے کے بعد بابا مجھسے سست بات نہ کہتے تھے۔ اور میں انھیں ٹالدیا کرتی تھی لیکن میری رونے کی دگرگوں حالت نے اونھیں تردد میں ضرور ڈالدیا۔ اور انکا خیال کچھ یوں ہی سا تمھاری طرف گیا استے میں مجھسے اور ڈوسا سے لڑائی ہوگئی۔ اور چونکہ بابا کی عنایت اوسپر

بہت تھی اسلئے اون نے بے دھڑک میرے متعلق خوب ہی دل کی ہوس نکالی پہلے
تو بابا کو یقین نہ آیا لیکن اس کمبخت نے کئی ایک ایسے ثبوت بہم پہنچائے کہ وہ
بھی ایسے چال چلن سے متحیر ہو گئے اوسوقت بابا نے مجھے بلاکر پوچھا کہ تم دوسا سے
کیون برہم ہو گئی ہو،، مین نے صاف جواب دیدیا کہ "دل نہین ملتا"۔ حالی
مین سو بار ملون دل نہین ملتا لیکن + تو ہی کہہ اسمین خطا میری کیا ہے زاہد
اس سخت جواب پر بابا بہت ہی برہم ہو کر بولے "تو کیا تو اسکے ساتھ [illegible]
اگرچہ بابا نے تمھارا نام نہین لیا تھا لیکن شرم سے میرا سر نیچا ہو گیا دل تھر تھر
لگا اور مین گھبرا سی گئی - یہ حالت دیکھکر وہ کہنے لگے "ہائے تو نے میرے خاندا
کو بدنام کیا۔ اے بیوقوف لڑکی خدا تجھے سمجھے،، یہ سنکر میری حمیت کو جوش آیا۔
آنکھوں مین خون چڑھ آیا اور مین نے سر اوٹھا کر جواب دیا "بابا۔ آپ نے میری
نسبت بہت ہی برا خیال لگایا ہے۔ میری عصمت کو داغ نہین لگا۔ اور نہ کسی کی حاجت
ہے جو مجھے بری طرح سے دیکھے۔ یہی دوسا جو آپکے سامنے بیٹھا ہے (کیونکہ دوسا
بھی موجود تھا) جب اوسکی بری نظرین مجھپر پڑنے لگین۔ اور میری عزت کا نہ خیال
کرکے جب سے مجھے ایک معمولی عورت سمجھنے لگا تو مین نے اوسیوقت قطع تعلق کر دیا۔ اور
کہدیا کہ آئندہ سے وہ مجھسے بات نکیا کرے ———،،
اس سوال پر بابا چپ ہو گئے لیکن غصہ مین بھرے ہوئے تھے اس لئے کچھ نہ سوجھا
مجھسے لگے "جا تو اسیوقت میرے گھر سے نکل جا - جہان تیری خوشی ہو جا -
اب تو میرے گھر مین جگہ نہین پا سکتی ہے،،
اسوقت میرا بچانے والا کوئی نہ تھا۔ اور مین بھی غصہ مین کچھ ایسی بھری ہوئی
تھی کہ اوس کمرے سے نکل کھڑی ہوئی آنکھون سے آنسو نکلے آتے تھے
لیکن مین بڑے ضبط سے پیئے جاتی تھی دروازہ سے نکلی تو مجھے کوئی پناہ
دینے والا نہ دکھائی دیا - یاس و امید مین جمال بائی کے گھر گئی - خوش قسمتی سے
وہان جمال بائی کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا - سیدھی اندر چلی گئی اور اوسکے
گلے سے چمٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی وہ لاکھ پوچھا کی کہ کیا ہوا کیون روتی
ہو مگر مجھسے نہ بولا گیا - کوئی پندرہ منٹ تک مین خوب ہی روئی - جب جی ذرا ہلکا ہوا